قرآن کی مخالفت کیوں

محمد عقیل محسن

ادارہ احیائے تراث اسلامی کراچی پاکستان

قرآن کی مخالفت کیوں

محمد عقیل محسن

ادارہ احیائے تراث اسلامی کراچی پاکستان

نام کتاب : قرآن کی مخالفت کیوں ؟
مصنف : محمد عقیل محسن
کمپوزنگ : احمد گرافکس ، انچولی
ناشر : ادارہ احیاء تراث اسلامی ، کراچی ، پاکستان
تعداد : دو ہزار (۲۰۰۰)
سال اشاعت : بار اول فروری ۱۹۹۸ء

ملنے کا پتہ
احمد ایجنسیز و بکسیلرز
718/20 فیڈرل بی ایریا - کراچی
فون 6364924

اجازت عامہ

قرآن کی مخالفت کیوں ؟ یہ کتاب بغیر کسی تبدیلی کے ہر ملک اور ہر زبان میں ترجمہ کرکے ہر شخص چھاپ سکتا ہے اس کے لئے کسی بھی فرد سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔

اگر کسی صاحب کے پاس شمع علوی کمپیوٹر کا تیار کردہ بہترین اردو سوفٹ ویئر مرغاب یا گولڈ موجود ہے تو اردو میں چھاپنے کے لئے وہ مجھ سے کتاب کا اصل مسودہ Flopy Disc پر حاصل کرسکتے ہیں اور اس کے لئے وہ ادارہ کے فون نمبر 6364924 پر رابطہ قائم کرسکتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اہل بیت رسولؐ

مسلمانوں کے بنیادی فرقوں مکتب اہلبیت اور مکتب صحابہ میں اختلاف اسی وقت ختم ہو سکتا ہے کہ جب دونوں فرقوں کے مولوی حضرات قرآنی آیت ، حق والی کتب تاریخ اور حدیث علیہ مصنفہ کو بنیاد بنا کر صرف ان کی روشنی کے تحت اختلافات ختم کرنے کی کوشش کریں ورنہ قرآن کے ذریعے حق اور سچ سامنے آ جائے گا جو اللہ اور اس کے رسولؐ کے نزدیک سچ ہے۔ مکتب اہلبیت کا کہنا ہے کہ رسولؐ کی نسل بیٹی سے چلی اور مکتب صحابہ کا کہنا ہے کہ نسل ہمیشہ بیٹے سے چلتی ہے بیٹی سے نہیں اور جب بیٹی کی شادی ہو جاتی ہے تو بیٹی پرائی ہو جاتی ہے - پھر بیٹی والا اور نواسی نواسے رسولؐ کے اہلبیت میں شامل نہیں ہوں گے - جبکہ اس عقیدے کے خلاف سورۂ کوثر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "انا اعطیناک الکوثر ۔ فصل لربک وانحر ۔ ان شانئک ھو الابتر ۔" اگر رسولؐ کی نسل بیٹی سے چلتی تو یہ کفار کا دعویٰ سچا ہو جاتا کہ رسولؐ کی نسل ختم ہو گئی ہے اور قرآن کا دعویٰ غلط ہو جاتا کہ رسولؐ کے دشمن کی نسل ختم ہو جائے گی ۔ اور [illegible] کی بیٹی کا [illegible] سے [illegible] اور [illegible] ہو سکتا ہے ۔۔۔ [illegible] ملیں گے مگر آل [illegible] ، آل ابو سفیان اور آل ابی لہب نہیں ملیں گے ۔ [illegible] کر کے دیکھ لیں [illegible] انسان کا سب سے بڑا دشمن شیطان ہے اس لئے محمدؐ و آل محمدؐ سے ان کی دشمنی سب سے زیادہ ہے اسی دشمنی میں ان کے فضائل چھپانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ بیٹی سے نسل چلنے کی دلیل میں سورۃ نمبر 33 سورۂ احزاب آیت نمبر 40 کی یہ آیت پیش نہیں کی جا سکتی کہ - محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ اللہ کے رسول ہیں اور سلسلہ انبیاء کے

خاتم ہیں اور اللہ ہر شئے سے خوب واقف ہے۔ یہ آیت تو خود بیٹی سے نسل
چلنے کی تصدیق کر رہی ہے۔ کیوں کہ آیت میں یہ نہیں ہے کہ محمدؐ کسی کے
بھی باپ نہیں ہیں۔ بلکہ آیت میں ہے محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے
باپ نہیں ہیں۔ یعنی بیٹی کے باپ ضرور ہیں اس حقیقت سے تو کوئی انکار ہی
نہیں کر سکتا۔ جو اللہ آدم اور عیسیٰ کو پیدا کر سکتا ہے اس کے لئے کیا مشکل
ہے کہ رسولؐ کی نسل بیٹی سے چلائے۔ اللہ تو قادر ہے وہ حضرت نوحؑ کے بیٹے
کو نوحؑ کے اہل سے خارج کر سکتا ہے تو رسولؐ کے نواسوں کو رسولؐ کے بیٹے
قرار دے سکتا ہے قرآن کے علم کو کوئی بھی چیلنج نہیں کر سکتا۔

**ونادای نوح ابنه وکان فی معزل یابنی ارکب
معنا ولاتکن مع الکافرین** ۔ نوح نے اپنے بیٹے کو آواز دی جو الگ
جگہ پر تھا کہ اے بیٹا ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جا اور کافروں کا ساتھی
مت بن۔ سورۃ نمبر 11 ہود کی آیت نمبر 42۔ پھر آگے آیت نمبر 45
46 میں قرآن کہہ رہا ہے کہ **ونادای نوح ربه فقال رب ان
ابنی من اهلی وان وعدک الحق وانت احکم
الحاکمین ۔ قال یا نوح انه لیس من اهلک انه عمل
غیر صالح فلا تسئلن ما لیس لک به علم انی اعظک
ان تکون من الجاهلین** ۔ نوح نے فریاد کی اے میرے رب میرا
بیٹا میرے اہل (خاندان) سے ہے اور تیرا وعدہ حق ہے اور تو سب حاکموں سے
بڑا حاکم ہے۔ اللہ نے کہا اے نوح یہ تمہارے اہل سے نہیں ہے کیونکہ اس
کے عمل اچھے نہیں ہیں۔ جس بات کا تمہیں علم نہیں اس کے متعلق مجھ سے
سوال نہ کرو۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تمہارا شمار جاہلوں میں نہ ہو
جائے۔

اب بھی دیکھئے کہ کافرانہ کردار اور **عمل غیر صالح** کی وجہ
سے حضرت نوحؑ کا اپنا بیٹا حضرت نوحؑ کے اہل سے خارج کر دیا گیا۔ اور
دوسری طرف اچھے کردار اور **عمل صالح** کی وجہ سے آخری رسولؐ کی
نسل بیٹی سے رسولؐ کے دونوں نواسوں حسنؑ اور حسینؑ کو قرآن میں اللہ تعالیٰ
رسولؐ کا بیٹا کہہ رہا ہے۔ دیکھئے آل عمران آیت نمبر 61 آیت مباہلہ **فمن
حآجک فیه من بعد ما جآءک من العلم فقل تعالوا
ندع ابنآءنا وابنآءکم ونسآءنا ونسآءکم وانفسنا و
انفسکم ثم نبتهل فنجعل لعنت الله علی الکاذبین**
ترجمہ:- اس کے بعد کہ تمہارے پاس علم آچکا اگر یہ لوگ تم سے ان کے
بارے میں جھگڑا کریں تو ان سے کہو آؤ ہم بھی اپنے بیٹوں کو بلائیں تم بھی
اپنے بیٹوں کو بلاؤ۔ ہم بھی اپنی عورتوں کو بلائیں تم بھی اپنی عورتوں کو بلاؤ
ہم بھی اپنے نفسوں کو بلائیں تم بھی اپنے نفسوں کو بلاؤ پھر اللہ کے سامنے
گڑگڑائیں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کریں۔

آیت میں **ابنآءنا** ہے یعنی رسولؐ کے بیٹے اس کے بعد اگر
ازواجنآء، اخواتنآء یا پھر **بناتنآء** ہوتا تو اپنی بیوی اپنی بہن اور
اپنی بیٹی تک بات محدود ہوتی مگر اللہ نے **نسآءنا** کہہ کر معنی کو وسعت دی
ہے لفظ **نسآءنا** میں ماں بہن بیوی بیٹی چاروں آگئی ہیں۔ مباہلہ میں رسولؐ
کے ساتھ جانے والوں میں سے اگر کسی نے بھی اپنی پوری حیات میں صرف
ایک بار ہی جھوٹ بولا ہوتا تو جب اللہ کے حکم کے مطابق رسولؐ کہتا کہ
لعنت الله علی الکاذبین تو رسولؐ کے ساتھ جانے والوں میں
سے جو بھی جھوٹا ہوتا اس پر بھی لعنت کا اطلاق ہو جاتا۔

جب مباہلہ کی آیت نازل ہوئی تو حسنؑ حسینؑ رسولؐ کے بیٹوں کی

حیثیت سے گئے۔ اور حضرت فاطمہ رسول کی بیٹی کی حیثیت سے نہیں ......
بلکہ رسول کی گھر کی عورت کی حیثیت سے گئیں۔ حضرت علیؑ چچا زاد بھائی اور
داماد کی حیثیت سے نہیں ...... بلکہ نفس رسول یعنی رسولؐ کی حیثیت سے
گئے۔ جب ان کی شادی ہو چکی تھی جب ہی تو بچے ساتھ گئے اور علیؑ کے بعد
ہی یہ آیت نازل ہوئی اب اللہ ان کو رسولؐ کے گھر والے کہہ رہا ہے۔ اور
رسولؐ اپنے اھل البیت کی حیثیت سے مباہلہ میں لے کر جا رہے ہیں تو
لوگ اللہ رسولؐ اور قرآن کی مخالفت میں انہیں اہلبیتؑ سے یہ کہہ کر خارج
نہیں کر سکتے کہ جب بیٹی کی شادی ہو جاتی ہے تو بیٹی پرائی ہو جاتی ہے۔ اور
یہی وہ شخص سورہ نمبر 33 احزاب آیت نمبر 33 میں بھی نظر آتی ہے جس میں
اللہ نے قرآنی اہلبیتؑ رسولؐ کو ہر قسم کی برائی سے پاک کرنے کا ارادہ کیا ہے
اور کوئی بھی سچا مسلمان یہ تو سوچ بھی نہیں سکتا کہ اللہ تعالیٰ کسی بات کا
ارادہ کرے اور ناکام ہو جائے جبکہ سورۃ البقرہ آیت نمبر 253 میں قرآن کہہ رہا
ہے کہ ولکن اللہ یفعل ما یرید ۔ لیکن اللہ جو چاہتا ہے وہی کرتا
ہے ۔ پھر سورۃ نمبر 11 ھود کی آیت نمبر 107 میں بھی قرآن یہی بات کہہ رہا
ہے کہ " ان ربک فعال لما یرید اللہ جو ارادہ کرتا ہے کر ہی ڈالتا ہے
" یا پھر کن فیکون کی آیت دیکھئے۔

جب تک سورۃ احزاب میں غیر معصوم ازواج رسول کا ذکر ہو رہا ہے
تو صیغہ " ازواجک " اور " یانساء النبی " کہہ کر دیکھیں
اور مؤنث کے صیغے کے ساتھ ہو رہا ہے۔ مگر جب معصوم اہلبیتؑ رسول کا ذکر
ہو رہا ہے تو اس آیۃ میں " انما یرید اللہ لیذھب عنکم
الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا " اے اہلبیت اللہ
تو بس یہ چاہتا ہے کہ تم کو ہر قسم کی برائی سے پاک رکھے اور جو پاک اللہ

پاکیزہ رکھنے کا حق ہے ویسا پاک اور پاکیزہ رکھے ۔ اور دوسری جگہ قرآن کہہ رہا
ہے کہ واللہ یحب المطھرین اللہ طاہر لوگوں سے محبت کرتا ہے ۔
سورہ نمبر 9 توبہ آیت 108 ۔ چونکہ آیت تطہیر میں خود اللہ کے رسولؐ علیؑ
حسنؑ حسینؑ چار مرد ہیں اور صرف ایک خاتون بی بی فاطمہؑ ہیں اس لئے یہاں پر
حاضر جمع مذکر کا صیغہ استعمال ہوا ہے آپ کسی بھی عربی گرامر جاننے والے
سے پوچھ لیں ۔

اگر کوئی اب بھی یہ کہتا ہے کہ یہ آیت ازواج رسولؐ کے لئے ہے تو
پھر اسے ازواج رسولؐ کو معصوم ماننا پڑے گا اور یہ بات مکتب صحابہ کے
عقیدہ کے بالکل ہی خلاف ہے ۔ کیونکہ مکتب صحابہ کے یہاں نبی اور رسول
کے علاوہ کوئی معصوم ہی نہیں ہے نبی اور رسول بھی صرف تبلیغ کے وقت
معصوم ہیں باقی وقت میں وہ بھی خطا کر سکتے ہیں حتیٰ کہ جھوٹ تک بول سکتے
ہیں جس کی مثال وہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت یوسفؑ کے قصہ سے دیتے ہیں
ازواج رسولؐ کو معصوم ماننے ہی مکتب صحابہ کے عقیدہ کی پوری عمارت ہی
نیچے گر پڑے گی کیونکہ جب اللہ نے ہر قسم کی برائی سے ازواج رسولؐ کو پاک
کر دیا تو پھر ازواج رسولؐ بھی معصوم ہوئیں ، مگر عملاً ایک زوجہ رسولؐ نے
گھر میں بیٹھنے کی آیت کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اولی الامر کے خلاف تلوار
اٹھا کر جنگ جمل کی قتلی کی ، جبکہ یہ آیات قرآن میں موجود تھیں ، یا آیہا
**الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و اولی
الامر منکم** " اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اور جو تم
میں صاحبان حکومت ہوں ان کی ۔ " دیکھئے سورۃ نمبر 4 النساء آیت نمبر 59
اور سورۃ نمبر 33 الاحزاب کی آیت نمبر 32 ۔ **وقرن فی بیو تکن
ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولی** " تم اپنے گھروں میں قرار

سے رہو اور قدیم زمانہ جاہلیت کے دستور کے موافق زینت بجرو نہ کرو کی وجہ
سے تطہیر کا ارادہ اس لئے بھی ناکام ہو گیا کہ معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
ارادہ میں ناکام ہو گیا۔ اور دوسری مشکل یہ بھی پیش آئے گی کہ پھر قرآن میں
عیب و نقص کا بھی ماننا پڑے گا کیونکہ ایک طرف تطہیر اللہ نے ازواج رسول کو
ہر قسم کی برائی سے پاک کیا ہے تو سورہ نمبر 66 تحریم کی آیت نمبر 4 اور 5
میں یہ کہا ہے کہ ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما و
ان تظاہرا علیہ فان اللہ ہو مولاہ و جبریل و صالح
المومنین والملائکة بعد ذالک ظہیر ٭ عسیٰ ربہ
ان طلقکن ان یبدلہ ازواجا خیرا منکن مسلمات
مومنات قانتات تائبات عابدات سائحات ثیبات و
ابکارا ٭ ترجمہ: اے دونوں بیویو اگر تم دونوں توبہ کر لو ورنہ تمہارے
دل ٹیڑھے ہو چکے ہیں اور اگر تم دونوں رسول کی مخالفت میں ایک دوسرے کی
مدد کرتی رہو گی تو اللہ و جبریل و صالح مومنین اور فرشتے ان کے مددگار ہیں۔
اگر رسول تم لوگوں کو طلاق دے دیں تو عنقریب ان کا رب تم سے اچھی
بیویاں عطا کرے گا جو مسلمان، مومنات، فرمانبردار، توبہ کرنے والیاں،
عبادت کرنے والیاں اور روزہ رکھنے والیاں بیاہی اور بن بیاہی کنواریاں ہوں
گی۔ جب لوگ اللہ کو ناکام اور قرآن میں تضاد مان لیں گے تو پھر مسلمان
کیسے رہیں گے۔ آیت مباہلہ اور آیت تطہیر قرآن کا محکم ہے اس لئے انکار کی
گنجائش نہیں ہے۔ اگر حدیث ہوتی تو ضعیف کہہ کر جان چھڑا سکتے تھے
اب ان آیات کی رو سے رسول، سیدہ بی بی فاطمہ سلام اللہ علیہا ان کے شوہر
اور ان کے بیٹوں کو معصوم ماننا پڑے گا۔
جو لوگ اللہ اور رسول کے نزدیک آیت تطہیر میں شامل ہوں گے وہی

معصوم اہل بیت رسول ہوں گے اور انہیں پر اللہ تعالیٰ نے درود بھیجنے کا حکم
دیا ہو گا۔ اللھم صل علی محمد و علی آل محمد کما
صلیت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم انک حمید
مجید ٭ اللھم بارک علی محمد و علی آل محمد
کما بارکت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم انک
حمید مجید اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک آیت
تطہیر سے باہر ہوں گے وہ درود سے بھی باہر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ تو قیامت
تک ہر ایمان والے کو حکم دے رہا ہے کہ یاایھا الذین آمنوا اتقوا
اللہ و کونوا مع الصادقین "اے ایمان والو تقویٰ اختیار کرو اور
سچوں کے ساتھ ہو جاؤ"۔ دیکھیے سورۃ نمبر 9 توبہ کی آیت نمبر 119۔ اب جو
سچے معصوم ہوں گے ان کی پہچان یہ ہو گی کہ ان پر ہر مسلمان اپنی اپنی نماز
میں درود بھیجتا ہو گا وہ رسول کے ساتھ درود میں شامل ہوں گے۔ اور جو سچے
نہیں ہوں گے وہ درود سے باہر ہوں گے۔ غور کر کے دیکھ لیں کہ کون درود
میں شامل ہے اور کون درود سے باہر ہے؟

سچا جو معصوم ہو گا وہ اپنی پوری حیات میں نہ کبھی کافر ہو گا اور نہ ہی کبھی
جھوٹ بولے گا۔ جب کہ ہم سب کا مشاہدہ ہے کہ اس کرہ ارض پر ہر بچہ پانچ
پانچ سال کی عمر تک لازمی جھوٹ بول چکا ہوتا ہے۔ قرآن کسی جھوٹے کے
ساتھ ہونے کا حکم نہیں دے رہا بلکہ جس نے پوری زندگی کبھی ایک بار بھی
جھوٹ نہ بولا ہو یعنی معصوم اس کا ساتھ دینے کا حکم دے رہا ہے۔ جس نے
بھی اپنی زندگی میں صرف ایک بار بھی جھوٹ بول دیا وہ اس آیت سے خارج ہو
جائے گا۔ کفر کے بعد ایمان لانے پر اللہ تعالیٰ پچھلے گناہ تو معاف کر سکتا ہے مگر
ایمان لانے والا اس آیت میں پھر بھی نہیں آسکتا۔ معصوم اہل بیت رسول کو

ہی اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی برائی (رجس) سے دور رکھا ہے اسی لئے ان میں
کوئی بھی بت پرست، مشرک، کافر کبھی بھی نہیں ہوا۔ مثلاً اگر آپ سے کوئی
پوچھے کہ جناب آپ کے ماں باپ نے آپ کو کب کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا ہے
تو آپ یہی کہیں گے کہ چونکہ میرے ماں باپ مسلمان ہیں اور انہوں نے
میری تربیت کی ہے اسلئے مجھے کلمہ پڑھوا کر مسلمان کرنے کی ضرورت ہی پیش
نہیں آئی۔ تو برادر بالکل اسی طرح روز اول سے رحمت اللعالمین نے مولائے
کائنات حضرت علیؑ کی پرورش اور تربیت کی اگر مولوی حضرت رسولؐ کو اپنے
والدین سے افضل اور مسلمان کہتے ہیں تو پھر مانیں کہ حضرت علیؑ کی دشمنی
میں ان کے فضائل چھپانے کے لئے کہا جاتا ہے کہ بچوں میں سب سے پہلے
ایمان لانے کیا یہ کبھی کافر تھے، جو لوگ ایسا کہتے ہیں جب کہ ہم دیکھتے ہیں
کہ صحابہ میں بڑے بڑے نام کافر سے مسلمان ہوئے ہیں۔ چونکہ حضرت علیؑ
کبھی کافر تھے ہی نہیں اسی لئے حضرت علیؑ کے علاوہ کسی بھی صحابی کو **کرم
اللہ وجہہ** نہیں کہتے۔

جس نے ایک بار بھی جھوٹ بول دیا وہ جھوٹا جس نے کبھی جھوٹ
نہیں بولا وہ ہی معصومؑ، اور معصومؑ کی اس سے بہتر تعریف اور کیا ہو سکتی ہے
، آپ غور کر کے دیکھ لیں، اب آئیے قرآن سے معلوم کرتے ہیں کہ اس وقت
کوئی معصومؑ ہم میں موجود ہے کہ نہیں، اللہ تعالیٰ قرآن میں ایمان والوں کو
حکم دے رہا ہے کہ **یاآیھا الذین آمنوا اتقوا اللہ و کونوا
مع الصادقین** اے ایمان والو تقویٰ اختیار کرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ
آیت قرآن میں آج بھی موجود ہے جو سچوں کی پیروی کرنے کو نہیں بلکہ سچوں
کے ساتھ ہونے کی بات کر رہی ہے اور جو موجود ہوتا ہے اسی کے ساتھ ہوا
جاتا ہے، اگر آپ ایمان والے ہیں تو پھر یہ آیت آپ کے لئے بھی ہے آپ سب

لوگوں کو دعوت فکر دیتا ہوں کہ پوری دنیا میں سے صرف ایک مثال تلاش
کیجئے کہ آج وہ کون ہے جس نے کبھی ایک بار بھی جھوٹ نہ بولا ہو اگر نہیں
ہے تو اللہ کا حکم غلط ہو رہا ہے اس لئے نہ ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔
آپ یہ کیوں کہتے ہیں کہ آخری دور میں حضرت مہدی علیہ السلام پیدا ہوں گے
اگر اس آیت کے حکم کو مان لیتے ہیں کہ پیدا ہو چکے ہیں جب ہی آپ کا شمار
ایمان والوں میں ہوگا کیونکہ سورہ توبہ کی آیت نمبر 119 کافروں سے نہیں
صرف ایمان والوں سے مخاطب ہے؟

اہلبیت رسولؐ کے سچے معصومؑ اس وقت بھی موجود تھے اور سورہ توبہ
کی آیت نمبر 119 "اے ایمان والو تقویٰ اختیار کرو اور سچوں کے ساتھ
ہو جاؤ" اس وقت بھی موجود تھی جب عرب کے اہل زبان رسولؐ کے ساتھ
اٹھنے بیٹھنے والوں نے اس حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے سچے معصومؑ علیؑ کا
ساتھ چھوڑ دیا اور جو بت پرستی کے دور میں جھوٹ بولتے تھے کہ یہ بت اللہ کے
یہاں ہماری شفاعت کریں گے انہیں اپنا حکمراں بنا لیا، قرآن کی یہی حکم
عدولی حسنؑ اور حسینؑ کے ساتھ بھی ہوئی۔ کس اصول، کس قاعدے سے
افضل و اعلیٰ معصومؑ کو چھوڑ کر غیر معصوم کو اپنا حکمراں بنایا، قرآن تو کہہ رہا
ہے کہ سچوں کے ساتھ ہو جاؤ اور آپ غیر سچوں کے ساتھ ہو رہے ہیں، یہ قرآن
کی مخالفت نہیں تو اور کیا ہے، لوگوں نے قرآن کا حکم اور رسولؐ کی وصیت نہ
مان کر اور غیر سچوں کے ساتھ ہو کر اسلام میں پہلا فرقہ بنا ڈالا جبکہ فرقہ بنانے
کو اللہ نے منع بھی کیا تھا، اب اگر کوئی یہ سوال کر بیٹھے کہ آپ کا دین کامل
کہاں سے ہے، جس اقتدار کے لئے لاکھوں سال سے خون ریزی ہو رہی ہے
آپ کے اسلام نے تو حکمراں بنانے کا اور حکومت کا طریقہ چلانے کا کوئی طریقہ
ہی نہیں بتایا، ذرا سوچئے اس سے اللہ، رسولؐ، قرآن اور اسلام سب کی توہین

ہو رہی ہے یا نہیں۔ معاذ اللہ رب العالمین نے اور اس کے رسولؐ نے حکمرانی کا کوئی طریقہ ہی نہیں بتایا جس اقتدار کے لئے شروع سے فساد اور خونریزی کی خبر ملائکہ تک نے دی تھی معاذ اللہ یہ بات اللہ اور اس کے رسولؐ کی سمجھ میں بھی نہیں آئی؟

حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت عیسیٰ تک کوئی بھی نبی اللہ کے بتائے ہوئے کو خلیفہ مقرر کئے بغیر اس دنیا سے نہیں گیا۔ خلیفہ مقرر کرنے کا حق صرف اللہ کے پاس ہے۔ یہ حق تو اللہ نے کسی نبی یا رسول کو بھی نہیں دیا جس کا ثبوت قرآن سے ملتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ اپنے بھائی حضرت ہارونؑ کو اپنا وزیر اپنا خلیفہ مقرر کر سکتے تھے مگر یہ اختیار ان کے پاس بھی نہیں تھا جب ہی انہوں نے اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ میرا وزیر مقرر کر دے اور سفارش کی کہ میرے بھائی ہارونؑ کو جو میرے اہل میں سے ہیں دیکھئے سورہ نمبر 20 طٰہٰ آیت نمبر 24 سے 30 تک کا ترجمہ۔ "اے میرے رب میرا حوصلہ بڑھا دے اور میرا کام آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں اور میرے اہل میں سے میرا وزیر میرے بھائی ہارون کو مقرر کر دے"۔ دوسری جگہ قرآن سورۃ بقرہ آیت نمبر 247-246 میں کہا جا رہا ہے کہ "کیا تم نے موسیٰ کے بعد بنی اسرائیل کی اس جماعت کو نہیں دیکھا جس نے اپنے نبی سے کہا کہ ہمارے واسطے ایک بادشاہ مقرر کیجئے تاکہ ہم اللہ کی راہ میں جہاد کریں"۔

اگر امت کو حاکم مقرر کرنے کا اختیار ہوتا تو امت اپنے نبی سے نہ کہتی بلکہ اپنا حاکم خود مقرر کر لیتی اور اگر نبی کو حاکم مقرر کرنے کا اختیار ہوتا تو قرآن میں نہ کہا کہ ان کے نبی نے کہا کہ اللہ نے تمہارے لئے طالوت کو حاکم مقرر کیا ہے۔ جب اپنے بعد اپنا نائب اور حکمراں مقرر کرنے کا اختیار رسول

اللہ کو بھی نہیں تھا تو وہ یہ حق امت کو دے کر کیسے جا سکتے ہیں؟ کہ تم اپنا حکمران اپنے میں سے خود ہی چن لینا۔ کیا لوگ یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ اللہ کے آخری نبیؐ نے قرآن کی مخالفت کی ہے؟ اس عقیدے کے بعد کیا بچے گا؟ صراط مستقیم ایک ہی ہے اللہ اور اس کے رسولؐ کا طریقہ بھی صرف ایک ہی ہے حکومت بنانے کے چار مختلف طریقے نہیں ہو سکتے۔

اسلام میں عجیب نہیں ہے اللہ نے رسولؐ کو اپنے بعد خلیفہ بنانے کا حکم **فاذا فرغت فانصب والی ربک فارغب** کہہ کر دیا کہ جب تم فارغ ہو جاؤ تو نصب کر دو قائم کر دو، مقرر کر دو Nominate کر دو"۔ اور رسولؐ نے اس حکم کے تحت اعلان کر دیا کہ **من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ** کہ جس کا میں مولا اس کا علی مولا "اس اعلان کے ہوتے ہی اللہ نے **الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا** کہ "آج کے دن میں نے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتیں پوری کر دیں اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کر لیا"۔ **الیوم** کا مطلب بتایا ہے کہ وہ کوئی خاص دن ہوگا۔ غدیر میں اللہ نے حکمران اور حکومت کا نظام بتا کر دین کو مکمل کر دیا۔ اگر نہیں کیا تو پھر مانیں کہ اسلام میں نقص ہے، عیب ہے، خامی ہے۔ اب جن لوگوں نے اللہ اور رسولؐ کے حکم کو نہیں مانا تو یہ ان کا قصور ہے، اس میں اسلام کا کیا قصور۔ رسولؐ کے بعد لوگوں نے اعراب لگا کر اس قسم کے احکام کو تبدیل کرنے کی کوشش کی۔ اعراب ہی کی وجہ سے غلط ترجمہ کیا جاتا ہے کہ جب تم فارغ ہو جاؤ تو خوب محنت کرو۔ اس ترجمہ سے تضاد پیدا ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ جوانی میں تو محنت کرنے سے منع کرے اور بڑھاپے میں خوب محنت کرنے کو کہے۔ دیکھئے سورہ نمبر 20 طٰہٰ آیت نمبر ایک اور دو۔ اللہ

تعالیٰ نے حکمراں Nominate کرنے کے ساتھ ساتھ حکومت کا خرچ چلانے کے لئے **خمسہ** کے نام سے (20%) بیس فیصدی فنڈ بھی مختص کیا ہے۔ "اور اس بات کو جان لو کہ جو فائدہ تم کو ہر شے میں سے حاصل ہو تو اس کا پانچواں حصہ اللہ اور رسول اور قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور پردیسیوں کا ہے" دیکھئے سورۃ نمبر8 الانفال آیت نمبر41 ۔ اللہ تعالیٰ نے **غنمتم من شیء** کا جملہ استعمال کیا ہے۔ اب ہر فائدہ پر خمس دینا ہوگا خواہ وہ جہاد میں دشمن سے چھینا ہوا مال ہو یا سمندر سے نکلنے والے موتی ہوں اسلام میں پورے سال کے خرچ کے بعد ہی بیس فی صدی خمس اور ڈھائی فی صدی زکوٰۃ ہے۔ خمس کے بغیر کوئی بھی اسلامی حکومت چل ہی نہیں سکتی ورنہ پھر آپ یہود اور نصاریٰ کے ظالمانہ ٹیکس کے طریقے کار کو اپنانے پر مجبور ہوں گے۔ جس میں مال بکنے سے پہلے ہی ٹیکس لیا جاتا ہے؟

آیت مباہلہ سے تصدیق ہوتی ہے کہ پنجتن پاک علیہم السلام کا کوئی بھی معصوم اپنی زندگی کے کسی بھی لمحے کی کوئی بھی بات کبھی بھی نہیں بھول سکتا کیونکہ جس میں بھی بھول جانے کا مرض ہوگا وہ یقینی جھوٹ بولے گا خواہ انجانے میں غلطی سے ہی کیوں نہ بولے۔ چونکہ نبیؐ کے انتقال کے بعد ان کی اولاد سے **فدک** کی زمین چھین لی گئی جس کی وجہ سے یہ عقیدہ گھڑنا پڑا کہ نبی کا کوئی وارث نہیں ہوتا، کیا نبیؐ کی اولاد نبیؐ کے انتقال کے بعد فاقے کرے جب کہ ان پر صدقہ اور خیرات بھی حرام ہو، اب تین میں سے یقیناً کسی ایک نے جھوٹ بولا ہے، جب وراثت کی آیت اتری تو اللہ کے رسول نے دوسروں تک اس حکم کو پہنچا کر یقیناً اپنا فرض پورا کیا اور بی بی فاطمہ سلام اللہ علیہا کو بھی بتایا۔ اگر نہیں بتایا یا بھول گئے یا معاذ اللہ جھوٹ بولا تو یہ بات خلاف قرآن ہے، دوسری بات یہ ہو سکتی تھی کہ جناب بی بی فاطمہؑ کو

بتایا تو تھا مگر رسولؐ کے بعد انہوں نے بھول کر یا لالچ میں آکر ایک جھوٹا مقدمہ دائر کر دیا۔ حضرت علیؑ، حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ نے جھوٹی گواہی دے دی، جن کی کبھی جھوٹ نہ بولنے کی تصدیق قرآن کرے وہ جھوٹے کیسے ہو سکتے ہیں، اب یقیناً کسی تیسرے نے جھوٹ بولا ہے، نبیؑ کا وارث ہوتا ہے جب ہی تو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کہا ہے کہ سلیمانؑ داؤدؑ کے وارث ہوئے دیکھئے سورۃ نمبر27 النمل آیت نمبر16 کا ترجمہ :- "سلیمان داؤد کے وارث ہوئے اور انہوں نے کہا لوگو ہم کو پرندوں کی بولی بھی سکھائی گئی ہے اور ہمیں ہر چیز عطا کی گئی ہے اور یہ اللہ کا صریحی فضل کرم ہے" اور حضرت ذکریاؑ نے اپنے اور آل یعقوبؑ کے وارث کی دعا کی دیکھئے سورۃ نمبر19 آیت نمبر6 ترجمہ :- "جب اس نے اپنے رب کو دھیمی آواز سے پکار کر کہا اے میرے رب میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں اور سر بڑھاپے سے بھڑک اٹھا اور اے میرے رب میں تیری بارگاہ میں دعا کر کے کبھی محروم نہیں رہا اور میں اپنے بعد اپنے وارثوں سے ڈرتا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے تو مجھے اپنی بارگاہ سے ایک وارث عطا فرما جو میرا اور یعقوب کی نسل کا وارث ہو اور اے میرے رب اس کو اپنا پسندیدہ بندہ بنانا۔" آیت کے مفہوم پر غور کریں، نبی کی اولاد کے عدم وجود کی صورت میں خاندان کے دوسرے لوگ بھی نبی کے مال کے وارث ہوتے، اس وجہ سے کہا جا رہا کہ میں اپنے بعد اپنے وارثوں سے ڈرتا ہوں۔ تو ایسا وارث بھیج جو تیرا پسندیدہ ہو، جب نبی کا کوئی وارث ہوتا ہے جب ہی تو ایک نبی نے وارث کی دعا مانگی، اور جب ہی حضرت سلیمانؑ اور حضرت یحییٰؑ وارث ہوئے مال و دولت اور جائداد کا ہی کوئی وارث ہوتا ہے علم وراثت میں تقسیم ہونے والی چیز تو نہیں؟

قرآن کی جن آیات سے محمدؐ وآل محمدؐ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے ان

آیات کو چھپانے اور ان کی تاویل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ چونکہ آیت تطہیر اور آیت مباہلہ بھی بہت اہم ہے۔ ان آیات سے اہلبیتؑ رسولؐ معصوم ثابت ہوتے ہیں۔ اسی لئے اتنی اہم آیت کے معنی اور مفہوم کو تبدیلی کرنے کی کوشش کرتے ہیں مثلاً اشرف علی تھانوی کے ترجمے میں بریکٹ میں لکھا ہے کہ اس بحث میں جس کا مطلب ہوگا کہ معاذ اللہ رسولؐ جھوٹا ہے مگر اس بحث میں سچا ہے اور مودودی صاحب کے انتقال کے بعد لوگوں نے پہلے ایڈیشن کو ترجمہ جو کہ یہ تھا کہ "ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ اور ہم اپنی عورتوں کو بلائیں اور تم اپنی عورتوں کو بلاؤ اور ہم اپنی جانوں کو بلائیں اور تم اپنی جانوں کو بلاؤ" اس ترجمہ کو ختم کر کے نیا ترجمہ یہ کیا ہے کہ ہم اپنے بال بچوں کو بلائیں اور تم اپنے بال بچوں کو بلاؤ یہ ترجمہ کر کے معنی تبدیل کرنے کی کوشش کی گئی ہے اب اگر کوئی غیر مسلم یہ سوال کر بیٹھے کہ اللہ نے بیوی بچوں کو بلایا اور رسولؐ نے بیویوں کو چھوڑ کر نواسوں، بیٹی اور داماد کو لے کر گئے اللہ کے رسولؐ نے قرآن کے حکم کی خلاف ورزی کی تو آپ ہی بتائیں کہ آپ کے پاس اس سوال کا کیا جواب ہوگا۔ کیا پہلے ترجمہ غلط کیا تھا جو اب تبدیل کیا ہے؟

پنجتن پاک علیہم السلام کی بی بی فاطمہ سلام اللہ علیہا قرآنی طاہرہ قرآنی صدیقہ جنت میں خواتین کی سردار ہیں جن کے والد جن کے شوہر اور اولاد ہر مسلمان کے لئے آئیڈیل ہیں جن کے فضائل کو چھپانے کے لئے کہا جاتا ہے مباہلہ میں گھر سے نکلے ہی نہیں لوگ جب بھی ان کے فضائل چھپانے کی کوشش کریں گے تو اللہ رسولؐ اور قرآن پر لازمی الزام آجائے گا کیونکہ اللہ تو کہہ رہا ہے کہ مباہلہ کے لئے گھر سے باہر نکلو اور جاہل مولوی صاحبان کہ رسولؐ گھر میں بیٹھے رہے اور اللہ کے حکم کی اطاعت نہیں کی۔ مباہلہ نجران کے

عیسائیوں اور رسولؐ کے درمیان طے ہوا تھا دوسرے دن جب رسولؐ حضرت علیؑ حضرت بی بی فاطمہؑ حضرت حسنؑ و حضرت حسینؑ کے ساتھ میدان میں پہنچے تو عیسائیوں نے اپنی شکست مان کر جزیہ دینا قبول کر لیا تھا چونکہ مباہلہ حق اور باطل کا فیصلہ تھا۔ حق اور باطل میں فیصلہ کرنے والے کو فاروق کہتے ہیں اسی لئے یہ لوگ قرآنی صدیق اور قرآنی فاروق ہیں۔ قرآن نے ہر نبی کے لئے صدیق کا لفظ استعمال کیا ہے کسی بھی نبی کو صدیق اکبر نہیں کہا یہ لقب حضرت علیؑ کا ہے۔ جیسے سیف اللہ کا خطاب حضرت علیؑ کا ہے۔ اب جو اللہ کی تلوار ہوگا وہ کبھی کسی مظلوم کی گردن نہیں کاٹے گا۔ جب کسی طرح کی کوئی تاویل کام نہیں کرتی تو رسولؐ و آل رسولؐ کے فضائل میں اسی طرح دوسروں کو شامل کر کے مغالطہ پیدا کیا جاتا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ رسولؐ کی چار بیٹیاں تھیں۔

رسولؐ کی بیٹی یا بیٹیاں۔

اگر رسولؐ کی صرف ایک ہی بیٹی تھی تو بات اتنی اہم نہیں رہ جاتی۔ ایک کے احترام میں کھڑے ہونا۔ ایک کو ان کی زندگی میں یہ کہہ کر بشارت دینا کہ جنت میں خواتین کی سردار ہیں۔ ایک کو اہل بیتؑ رسولؐ کہنا۔ ایک پر صدقہ حرام ہونا۔ ایک کی اولاد کو آل رسولؐ کہنا۔ ایک کے شوہر اور بچوں کو اور ان کی پوری نسل پر نماز میں درود و سلام امت سے بھجوانا۔ ایک کے بارے میں کہنا کہ جس نے فاطمہؑ کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی۔ ایک کو مباہلہ میں لے جانا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ صرف یہی قرآنی صدیقہ ہیں کسی اور کی تصدیق قرآن سے ثابت نہیں اگر صرف ایک ہی بیٹی تھی تو بات کی اہمیت ذرا کم ہو جاتی ہے اور اگر یہ مان لیا جائے کہ رسولؐ کی چار بیٹیاں تھیں تو بات کی اہمیت بہت ہی زیادہ بڑھ جاتی ہے کہ باقی تین کے احترام میں کھڑے کیوں نہ ہوئے۔ تینوں کو مباہلہ میں اپنے ساتھ لے کر کیوں نہ گئے۔

تینوں بیٹیوں پر ان کے شوہر اور اولاد پر صدقہ حرام کیوں نہیں ہے؟ تینوں بیٹیاں ان کی اولاد اور ان کے شوہر نماز میں درود میں شامل کیوں نہیں؟ تینوں کی اولاد آلِ رسولؐ اور اہلبیت رسولؐ کیوں نہیں کہلاتی؟ تینوں بیٹیوں ان کی اولاد اور شوہر سمیت کسی کے لئے بھی رسولؐ نے یہ نہیں کہا کہ یہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں اور تینوں کے بارے میں یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ جنتی ہیں بھی یا نہیں؟ پھر یہ بھی تو سوچئے کہ اللہ کے رسولؐ نے کبھی کسی کے ساتھ ناانصافی نہیں کی یہ کیسے ممکن ہے کہ عملی طور پر اللہ کا رسولؐ اپنی ناانصافی ظاہر کر دے کہ ایک بیٹی کو زیادہ اور دوسری بیٹیوں کو اس سے کم چاہتا ہے؟ یہ توہین رسولؐ ہے؟ یہ رسولؐ کے عدل اور مقام کے بھی منافی ہے؟

نماز میں شرک کیوں؟

محمدؐ و آلِ محمدؐ کا مقام اتنا بلند ہے کہ نماز خالص اللہ کی عبادت ہوتے ہوئے بھی اللہ نے غیر اللہ کو اذان و اقامت اور نماز میں شریک کر لیا ہے اب شرک شرک کا شور مچانے والے بھی محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ پر درود بھیجنے پر اور ان کو اپنی نماز میں شریک کرنے پر مجبور ہیں؟ جن لوگوں کا ذکر اللہ بلند کرنا چاہے اسے **ورفعنا لک ذکرک** کہہ کر نماز جیسی خالص عبادت میں شامل کروا کر نشر کرا دیتا ہے؟ کتنی عجیب اور قابل غور بات ہے کہ اللہ اپنے رستے پر چلنے کی بات نہیں کر رہا بلکہ **صراط الذین انعمت علیھم** پڑھوا کر محمدؐ و آلِ محمدؐ کے راستے پر چلنے کا حکم دے کر انکی فضیلت اور اطاعت کے لئے کتنا واضح اشارہ دے رہا ہے؟ اور رسولؐ نے بھی ایک فرقہ کو ناجی اور 72 فرقے کو جہنمی کہہ کر توجہ دلائی ہے کہ وہی فرقہ ناجی ہے جس فرقہ کے امام پر سارے فرقے کے امام بھی نماز میں درود بھیجیں گے؟ ورنہ

سوچئے جس فرقہ کا امام جنت کا سردار ہو وہ فرقہ جنت سے باہر کیسے ہو سکتا ہے؟ اور اس فرقہ کا بانی عبداللہ بن سبا یہودی کیسے ہو سکتا ہے؟

جس کے پاس قرآن سے دلیل نہیں ہوتی وہ ہی خوفزدہ ہو کر جھوٹا الزام لگاتا ہے؟ تاکہ اپنے لوگوں کو شیعوں سے دور رکھ سکے؟ اگر شیعہ کافر ہوتے تو ان کے عقائد کی تائید اور تصدیق قرآن، عقل، تاریخ اور کتب صحابہ کی کتب سے کبھی بھی نہ ہوتی؟ جن لوگوں نے قرآن کے ماننے کا زبانی دعویٰ کیا ہے؟ انہوں نے قرآن کے حکم پر عمل کیوں نہیں کیا؟ قرآن تو 1400 سال سے ہے؟ پھر ابھی تک سمجھ میں کیوں نہیں آیا؟ قرآن تو کہہ رہا ہے کہ "جو لوگ عقل سے کام نہیں لیتے اللہ انہیں پر گندگی ڈال دیتا ہے" اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن عقل والوں کے لئے ہے؟ اب جو عقل ہی استعمال نہ کرے اس کا کیا علاج؟ یہ بھی کتنی واضح دلیل ہے کہ خود اہلسنت کے امام شافعی نے کہا ہے کہ نماز میں جس نے محمد و آلِ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہ بھیجا اس کی نماز ہی باطل۔

درود فرض کیوں ہے؟

درود رسولؐ کی محنت کی اجرت ہے اور اس اجرت کے دینے کا حکم رسولؐ کو اللہ نے دیا ہے۔ آخری نبیؐ کے علاوہ ہر نبیؑ کا اجر رسالت اللہ کے ذمے ہے مگر آخری رسولؐ کو اللہ حکم دے رہا ہے کہ **قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ** "کہہ دو کہ میں اس کا اجر اس کے سوا کچھ نہیں چاہتا کہ تم میرے قرابت داروں سے محبت کرو۔" دیکھئے سورۃ نمبر 42 شوریٰ آیت نمبر 23 ۔ امت **مودۃ** کرنے کو کہے اور لوگ **عداوت** کریں؟ اسی عداوت میں کہتے ہیں کہ درود سنت ہے فرض نہیں ہے؟

نماز میں درود فرض ہے کیونکہ سورۃ نمبر 33 احزاب آیت نمبر 56

[illegible] سمجھتے ہیں [illegible] ایمان والوں کو [illegible]

درود بھیجتے [illegible] ہے ۔ ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی
النبی ۔ یاایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا
تسلیما ۔ [illegible]
درود پڑھنا [illegible] کہاں سے [illegible] فرض [illegible] ہر مسلمان نماز میں قرآنی
آیت کے [illegible] تحت محمد و آل محمد [illegible] آل [illegible] پر درود بھیج کر
[illegible]
[illegible] حسن [illegible] حسین پر درود بھیجے
جاتے ہیں

آل محمدؐ سے کیا مراد ہے؟

چونکہ درود سے بھی آل محمد کی فضیلت ثابت ہوتی ہے جس سے ہر [illegible] کے ذہن میں [illegible] نسل اور اعلیٰ [illegible] موجود تھے تو پھر امت سے [illegible] حکومت [illegible] علم شجاعت [illegible] تقویٰ اور [illegible] کے علاوہ حکومت چلانے کے لئے [illegible] خمس لینے کے حقدار بھی [illegible] جس سے حکومت کا [illegible] مکتب [illegible] والوں کے [illegible] جس کی وجہ سے لفظ آل میں مغالطہ پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ فرعون کی کوئی اولاد نہیں تھی اور قرآن میں [illegible] آل فرعون آیا ہے اس سے آل سے مراد امت ہے ۔

حکمرانوں کا لقب ہوا کرتا ہے ۔ جیسے سلطان ، بادشاہ ، راجہ ، ملک ، قیصر ، کسریٰ ، [illegible] اگر ہم سے کوئی پوچھے کہ سعودی عرب پر کون [illegible] تو [illegible] کہیں گے [illegible] سعود [illegible] حکمرانوں [illegible] لقب ملک ہے ۔

اسی طرح اس وقت مصر کے سارے حکمرانوں کا لقب فرعون تھا اور سارے [illegible] فرعون تو بے اولاد نہیں تھے [illegible] فرعون کی ان ہی اولادوں کو [illegible] نے آل فرعون کہا ہے [illegible] حکمرانوں کا ملک ہوتا ہے قوم ہوتی ہے امت نہیں ہوتی ۔ امت تو صرف [illegible] کی ہوتی ہے جبکہ فرعون نبی اور رسول نہیں تھا ۔ کافر حکمران تھا ۔ اولاد [illegible] کے سلسلہ کو نسل کہتے ہیں اور ان ہی سے خاندان کا وجود ہے ۔ [illegible] سے مراد اولاد ، نسل یا خاندان ہے آل سے مراد قوم یا امت ہرگز نہیں ہے کیونکہ اللہ نے قرآن میں آل کے لفظ کے ساتھ ہی قوم کا لفظ [illegible] کے آل اور قوم دونوں کو الگ الگ کر دیا ہے ۔ اس بات کا ثبوت قرآن سے ملتا ہے ۔

کذبت قوم لوط بالنذر ۔ انا ارسلنا علیھم حاصبا الا آل لوط نجینھم بسحر ۔ ترجمہ ۔ قوم لوط نے ڈرانے والوں کو جھٹلایا تو ہم نے ان پر پتھر برسائے مگر [illegible] نسل [illegible] کو پچھلے پہر [illegible] ہونے کے قریب بچا لیا ۔ دیکھئے [illegible] 54 قرآن آیت نمبر 34 اگر آل سے مراد امت یا قوم ہوتی تو پھر حضرت لوط کی امت تو اسی رات عذاب سے دفن ہو گئی تھی جبکہ اللہ تعالیٰ کہہ رہا ہے کہ ہم نے آل لوط کو بچا لیا ۔ ایک اور جگہ قرآن کہہ رہا ہے **قالوا انا ارسلنا الی قوم مجرمین ۔ الا آل لوط انا لمنجوھم اجمعین ۔ الا امراتہ قدرنا انھا لمن الغابرین ۔ فلما جاء آل لوط المرسلون** ۔ ترجمہ ۔ (فرشتوں) نے کہا ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں مگر لوط کے خاندان [illegible] سب کو بچا لیں گے [illegible] لوط کی بیوی کے جسے ہم نے تاک لیا ہے کہ وہ مڑ کر پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہوگی پھر جب (فرشتے) خاندان لوط کے پاس آئے تو (لوط) نے ان سے کہا آپ

اجنبی معلوم ہوتے ہیں۔ ایک اور جگہ قرآن کہہ رہا ہے **فما کان جواب قومه الا ان قالوآ اخرجوآ آل لوط من قریتکم انهم اناس یتطهرون** دیکھئے سورۃ نمبر 27 النمل آیت نمبر 56 کا ترجمہ ۔ ان کی قوم کا جواب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ آل لوط کو اپنی بستی سے نکال دو یہی تو سب سے زیادہ پاک اور پاکیزہ لوگ بنتے ہیں۔ آیت تو خود کہہ رہی ہے کہ اس بستی سے آل لوط کو نکال دو اور مولوی حضرات قرآن کی مخالفت میں کہتے ہیں کہ آل سے مراد امت ہے۔ آخر لوگوں کو آل رسول سے اتنی دشمنی کیوں ہے کہ قرآن کے احکام کو بھی ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

آل سے مراد امت یا قوم کے مفروضہ کو قرآن نے رد کر دیا ہے۔ **ان الله اصطفیٰ آدم ونوحاً وآل ابراهیم وآل عمران علی العالمین ۔ ذریة بعضها من بعض والله سمیع علیم ۔** سورۃ آل عمران آیت نمبر 33-32 بے شک اللہ نے برگزیدہ کیا آدم و نوح اور اولاد ابراہیم و اولاد عمران کو تمام عالمین پر بعض کی اولاد کو بعض سے اور اللہ بڑا سننے والا اور بڑا جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو خود آیت میں آل کا مطلب نسل کہہ کر اور قرآنی آیت میں **ذریة اور قوم** کا لفظ استعمال کر کے آل محمدؐ کے دشمنوں کا منہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا ہے

اب جو قرآن ہی کو نہ مانے اس کا کیا علاج ہے۔

قرآن تو کہہ رہا ہے کہ **وقال رجل مومن آل فرعون یکتم ایمانه اتقتلون رجلا ان یقول ربی الله وقد جآءکم بالبینات من ربکم ۔** فرعون کے خاندان میں سے ایک مرد مومن نے جو اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھا۔ لوگوں سے کہا کیا تم ایک ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو صرف یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور وہ

تمہارے رب کی طرف سے کھلی ہوئی دلیلیں بھی لے کر آیا ہے۔ دیکھئے سورۃ نمبر 40 المومن آیت نمبر 28 ۔ خوف کی وجہ سے اپنا ایمان چھپانے والے کو قرآن مومن کہے اور تقیہ پر مولوی اعتراض کریں۔ پھر اس پر یہ دعویٰ کہ ہم قرآن کو مانتے ہیں۔ قرآن آل داؤدؑ کو کہہ رہا ہے کہ **اعملوا آل داؤد شکراً** اے اولاد داؤدؑ اللہ کا شکر کرتے رہو۔ دیکھئے سورۃ نمبر 34 سبا آیت نمبر 13 ۔ قرآن کہہ رہا ہے کہ **یرثنی ویرث من آل یعقوب واجعله رب رضیاً** جو میرا اور یعقوبؑ کی نسل کا وارث ہو اے میرے رب اسے اپنا پسندیدہ بندہ بنانا۔ دیکھئے سورۃ نمبر 19 مریم آیت نمبر 6 ۔ اور یہ بھی قرآن ہی کی آیت ہے **وکذالک یجتبیک ربک ویعلمک من تاویل الاحادیث ویتم نعمته علیک وعلیٰ آل یعقوب کما اتمها علیٰ ابویک من قبل ابراهیم واسحاق ان ربک علیم حکیم ۔** اور اسی طرح تمہارا رب تمہیں منتخب کرے گا اور تمہیں خوابوں کی تاویل سکھائے گا اور تم پر اور یعقوبؑ کی دوسری اولاد پر اپنی نعمت تمام کرے گا جس طرح تمہارے پر دادا، دادا ابراہیم اور اسحاق پر تمام کر چکا ہے۔ دیکھئے سورۃ نمبر 12 یوسف آیت نمبر 6 ۔ آپ کس کس آیت کا انکار کریں گے۔

اگر ہمیں اسلام کے دائرہ میں رہنا ہے تو آل سے مراد جو قرآن کا ہے وہی ہمیں بھی قبول کرنا پڑے گا۔ دیکھئے سورۃ بقرہ آیت نمبر 248 کا ترجمہ ۔ ان کے نبی نے ان سے کہا کہ اس کے بادشاہ ہونے کی پہچان یہ ہے کہ تمہارے پاس وہ صندوق آجائے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے تسکین کی چیزیں اور ان تبرکات سے کچھ بچی ہوئی چیزیں ہوں گی جو آل موسیٰ اور آل ہارون چھوڑ گئے ہیں اور اس صندوق کو فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے۔ اگر تم

مومنین میں سے ہو تو تمہارے لئے اس میں پوری نشانی ہے۔ اگر آل سے مراد امت ہو تو پھر صندوق میں ساری امت کی نشانی ہونی چاہئے جب کہ ایسا نہیں ہے۔ قرآن ہی میں ہے کہ **فقد آتینا آل ابراھیم الکتاب و الحکمۃ و آتیناھم ملکاً عظیماً**۔ ترجمہ۔ ہم نے آل ابراہیم کو کتاب و حکمت (علم و عقل) دی اور ہم نے ان کو ملک عظیم عطا فرمایا۔ دیکھئے سورۃ نمبر 4 نساء آیت نمبر 54 اور سوچئے کہ اللہ نے کیا ساری امت کو کتاب دی۔ اور کیا ساری امت کو حکومت دی۔ یا صرف چار کتاب زبور، توریت، انجیل اور قرآن دیا۔ اب اگر آل سے مراد اولاد ہو گی تو جن کو کتب ملی وہ سب حضرت ابراہیمؑ کے نسل میں سے ہونگے۔ اور اگر آل سے مراد قوم ہو گی تو پھر اللہ نے چار لاکھ کتب آل ابراہیم کو دی ہونگی تلاش کیجئے۔

اس بات کا ثبوت نماز کے اندر بھی موجود ہے کہ آل سے مراد قوم یا امت نہیں ہے کیونکہ ہر مسلمان نماز میں درود کے علاوہ الگ سے **السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین** پڑھتا ہے۔ اگر آل سے مراد امت ہوتی تو الگ سے صالحین پر سلام نہ ہوتا کیونکہ سارے صالحین تو خود بھی رسولؐ کی امت ہیں۔ اگر آل سے مراد امت ہوتی تو پھر مولوی درود میں اپنی طرف سے **ازواج واصحاب اجمعین** کا اضافہ نہ کرتے۔ ازواج رسولؐ اور صحابہ رسولؐ کی امت سے باہر تو نہیں۔ اس کا صاف مطلب ہے کہ آل سے مراد امت ہرگز نہیں ہے۔ کیونکہ امت میں اچھے اور برے ہمیشہ سے ہیں۔ آخر لوگوں کو آل محمد سے اتنی دشمنی کیوں ہے۔ کہ قرآن کے حکم کے تحت **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** بھی پورا نہیں کہتے۔ قبر میں باپ دادا اور اپنی پسند کا اسلام تو نہیں ہوگا؟

رسولؐ اور آل رسولؐ کی اسی دشمنی میں قرآن کا غلط ترجمہ کیا جاتا ہے کہ

میں اجر رسالت اس کے سوا کچھ نہیں مانگتا کہ تم اپنے رشتے داروں سے محبت کرو۔ اب اگر آپ نے اپنے کسی ایک بھی رشتہ دار کو چھوڑ دیا اس سے محبت نہیں کی تو پھر آپ نے اس آیت پر عمل نہیں کیا۔ محبت تو فطری جذبہ ہے ہم اپنے غریب مگر کمینہ فطرت رشتہ دار کی مدد تو کر سکتے ہیں مگر اس سے محبت تو نہیں کر سکتے۔ اللہ نے ایک ایسی آیت کیوں نازل کی جس پر کوئی ایک بھی انسان عمل کر ہی نہیں سکتا۔ اگر ازواج رسول یا صحابہ میں سے کوئی ایک بھی صحابی ان کے برابر یا ان سے افضل ہوتا تو وہ بھی درود میں شامل ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ رسولؐ کی آل کو ہی فضیلت دی ہے۔ کسی بڑے سے بڑے صحابی کو آل رسولؐ پر فضیلت نہیں دی۔ جس کا ثبوت درود ابراہیمی ہے جس میں **کما صلیت علیٰ ابراھیم و علیٰ آل ابراھیم** سے کر مثال دی جا رہی ہے کہ جیسے تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر بھیجا تھا اگر لوگوں نے آل رسولؐ کی دشمنی نہ چھوڑی تو پھر انہیں اپنی پوری نماز ہی شرک نظر آئے گی کیونکہ محمد و آل محمد نماز میں شریک ہیں۔ ورنہ پھر اقرار کریں کہ محمدؐ و آل محمدؐ کا مقام ہی اتنا بلند ہے کہ ابھی تک سمجھ میں نہیں آیا۔ جسے ہی مولوی کو شرک نظر آتا ہے ورنہ ہر صحیح مسلمان اللہ کو واحد اور خالق مانتا ہے اور محمدؐ و آل محمدؐ کو اللہ کی مخلوق مانتے ہوئے اللہ کے بعد کائنات میں سب سے افضل مانتا ہے انہیں یہ مقام اللہ نے دیا ہے۔ محمدؐ و آل محمدؐ کو نہ سمجھنے ہی کی وجہ سے اسلام جیسا عظیم کائناتی ضابطہ حیات ابھی تک لوگوں کی سمجھ میں نہیں آیا۔ اصل اسلام میں کہیں بھی تضاد نہیں ہے۔ ہر سوال کا مستقل جواب قرآن میں موجود ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ خود کہہ رہا ہے کہ "اس کتاب میں ہم نے کوئی شئے نہیں چھوڑی۔ اور کوئی خشک و تر ایسا نہیں جو کتاب مبین کے اندر نہ ہو۔" دیکھئے سورۃ نمبر 6 الانعام آیت نمبر 38 اور 59۔

اب یہ بھی دیکھئے کہ ذہن انسانی میں ابھرنے والے سوالات کے جوابات قرآن میں موجود ہیں۔

کیا رسولؐ اللہ ہمارے جیسے ہیں۔ اگر ہمارے جیسے ہیں تو اللہ کے بعد کائنات میں سب سے افضل کس دلیل سے ہیں۔ انہیں نبوت کب ملی اور قرآن کا علم کس نے سکھایا۔ اگر یہ لکھنے پڑھنے سے ناواقف تھے تو پھر اللہ کے آخری رسولؐ نے اپنے آپ کو علم کا شہر کیوں کہا۔ کیا ہر نبی اور رسول زمین پر اللہ کا خلیفہ ہوتا ہے۔ کیا حضرت ابراہیمؑ اور حضرت لوط علیہ السلام اس کرہ ارض پر ایک ہی وقت میں اللہ کے دو خلیفہ تھے۔ جبکہ قرآن تو ایک وقت میں ایک ہی خلیفہ کی بات کر رہا ہے۔ یہ کرہ ارض تو کائنات میں رائی کے دانے سے بھی چھوٹی ہے پھر اس کی اتنی اہمیت ملائکہ کے نزدیک کیوں تھی۔ ابھی حضرت آدمؑ سے کوئی عمل ہوا ہی نہیں تھا پھر ملائکہ کو فساد اور خون ریزی کا علم کیسے ہوا۔ اگر وہ اتنے ہی عالم تھے تو پھر حضرت آدمؑ سے شکست کیوں کھا گئے۔ اللہ نے آدمؑ کو اسماء سکھا کر اور ملائکہ کو نہ سکھا کر ناانصافی کیوں کی۔

ابلیس ملائکہ کے درمیان کیوں موجود تھا۔ جب شیطان کو جنت سے نکال دیا گیا تھا تو پھر وہ وہاں دوبارہ کیسے پہنچا۔ شیطان اپنی پوری حیات میں سب سے زیادہ کب پریشان ہوا۔ اور اس نے سب سے زیادہ دشمنی کس سے کی۔ عہد الست کب لیا گیا۔ لوگ مسلمان اور کافر گھرانوں میں کیوں پیدا ہو رہے ہیں۔ جب اللہ نے حضرت آدمؑ کو اس زمین کے لئے خلق کیا تھا تو پھر جنت میں کیوں روکے رکھا۔ اگر وہ پھل نہ کھاتے تو کیا جنت ہی میں ہوتے۔ پھر ہم اور آپ کہاں ہوتے۔ کیا جنت میں کسی حرام شے کا درخت بھی ہے۔

اللہ نے کسی نبی یا رسول کو جنت میں کوئی بھی عہدہ کیوں نہ دیا۔ نواسہ رسولؐ نہ ہی نبی ہے نہ ہی رسول ہے پھر اسے جنت کا سردار بنا کر اور

ہمارے انبیاء کو ان کی رعایا بنا کر انبیاء کی توہین کیوں کی۔ بی بی فاطمہؑ کو جنت میں خواتین کی سردار بنا کر ازواج رسولؐ کی توہین کیوں کی۔ اللہ تعالیٰ نے کسی بھی نبی کا عہدہ کبھی نہیں گھٹایا پھر حضرت مہدیؑ کی اطاعت حضرت عیسیٰؑ کیوں کریں گے۔ حضرت مہدیؑ تو نبی اور رسول نہیں ہیں پھر حضرت عیسیٰ ان کے پیچھے نماز کیوں پڑھیں گے۔

مقام رسولؐ اور خلق کائنات

قرآن میں ہے کہ جب کچھ نہیں تھا تو دخان محض (دھواں) تھا۔ Gasses تھیں۔ سائنس بھی یہی کہتی ہے کہ مادہ گیسوں سے بنا ہے۔ آج بھی جب آپ کسی مادہ کو ایک خاص درجہ حرارت تک جلاتے ہیں تو وہ واپس gasses میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ Big Beng تھیوری کے مطابق سائنس کہتی ہے کہ پہلے سارا مادہ ایک ہی تھا پھر ایک زوردار دھماکے سے پھٹا اور چاند سورج ستارے اور سیارے خلق ہوئے اور کائنات کا عمل ایک نکتہ سے شروع ہوا اور یہ کائنات مسلسل پھیل رہی ہے جو ایک حد پہ جا کر رک جائے گی پھر وہاں سے واپسی کا سفر شروع ہوگا اور سارا مادہ ایک بار پھر زوردار دھماکے سے واپس مل جائے گا۔

قرآن کہتا ہے کہ جنت کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔ اور جس روز قیامت آئے گی اس دن پہاڑ تک روئی کے گالوں کی طرح اڑتے پھریں گے یعنی جب کائنات واپسی کا سفر شروع کرے گی تو سارا مادہ آپس میں دوبارہ مل جائے گا تو ہر چیز ریزہ ریزہ ہو جائے گی۔ سائنس کہتی ہے کائنات کئی ارب سال میں بنی ہے قرآن کہتا ہے کہ کائنات چھ مراحل میں یعنی چھ ادوار میں خلق ہوئی ہے۔ سائنس جیسے جیسے ترقی کرتی جائے گی اور انسان جیسے جیسے قرآن پر غور و فکر کرتا جائے گا ویسے ویسے سائنس کی مطابقت قرآن سے خود ہی

پیدا ہوتی جائے گی اور قرآن کے ساتھ ساتھ کائنات کے راز بھی آشکار ہوتے جائیں گے۔ کتاب جو ہم نے تم پر نازل کی ہے وہ برکت والی ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں پر غور کریں اور عقلمند لوگ نصیحت حاصل کریں۔ دیکھئے سورۃ نمبر 38 ص آیت نمبر 29 ۔

خلق آدمؑ سے پہلے عالین ہستیوں کا وجود؟

آپ سنتے رہے ہوں گے کہ اسلام بزرگوں کی عزت کرنے کو کہتا ہے۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے۔ دراصل جو ہمارے بزرگ ہیں ہمارے اس دنیا میں آنے سے پہلے، انہوں نے ہم سے پہلے اللہ کو پہچانا اور اس کی بندگی ہم سے پہلے کی اور انہیں سے ہم نے اللہ کی بندگی کرنی سیکھی اسی دلیل سے پہلے خلق ہونے والا بعد میں خلق ہونے والے سے افضل ہے۔ قرآن نے بھی **سابقون اور اولون** کی فضیلت بتائی ہے۔ قرآن میں سورۃ بقرہ کی آیت نمبر 30 سے 37 پر غور کرنے سے ہمیں بہت سے حقائق معلوم ہوتے ہیں۔ پوری کائنات میں مجہول کائنات کے جب کچھ نہیں تھا تو صرف **اللہ وحدہ لاشریک** تھا اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے علم کی بنیاد پر ساری مخلوقات میں سے اپنے سب سے فرمانبردار بندوں کو ان کی مستقبل کی اعلیٰ کارکردگی اطاعت اور بندگی کی بنیاد پر سب سے پہلے خلق کیا تو یہ سب سے افضل و اعلیٰ ہوئے۔ اعلیٰ ہی کی جمع عالین ہے۔ جس کا علم ہمیں قرآن سے ہوتا ہے۔

خلق آدم سے پہلے جب اللہ نے ملائکہ سے کہا **انی جاعل فی الارض خلیفہ** کہ میں زمین پر ایک خلیفہ بنانے والا ہوں تو ملائکہ نے کہا۔ تو ایسے کو بنائے گا جو زمین پر فساد اور خونریزی کرے ہم تو تری حمد کی تسبیح کرتے ہیں۔ حضرت آدم کی تخلیق سے پہلے جنوں کی خلقت کے وقت ملائکہ نے جو جو قوتیں جنوں میں داخل ہوتے ہوئے دیکھی تھیں۔ جب وہی

قوتیں بمع اصل قوتوں کے ساتھ حضرت آدم میں بھی داخل ہوتی ہوئی دیکھیں تو ان کے علم میں یہ بات تھی کہ یہ بھی فساد اور خونریزی کرے گا۔ میں سفلی قوتیں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ انسان اشرف المخلوقات ہے اگر قوتیں دو نہیں ہوتیں تو انسان اشرف نہ ہوتا۔ دوسری بات لئے جڑے اور عظیم مجموعی مادہ پر حکومت کرنا کوئی معمولی بات نہ تھی یہ خواہش تو ملائکہ کے دل میں بھی تھی جو وہ چھپائے ہوئے تھے اسی لئے انہوں نے کہا کہ تو ایسے کو بنائے گا جو زمین پر فساد اور خونریزی کرے ہم تو تیری حمد کی تسبیح کرتے ہیں تو ہمیں بنا دے تو اللہ نے ان پر یہ کہا کہ میں وہ جانتا ہوں جس کو تم نہیں جانتے پھر اللہ نے آدم کو تمام اسماء تعلیم کر دیئے

اللہ عادل ہے کسی کے ساتھ ناانصافی نہیں کرتا چونکہ عالین ہستیاں وجود میں آ گئے تھے اس لئے وہ عالین ہستیوں کے ناموں سے واقف نہیں تھے مگر ملائکہ سے جب سے اللہ نے خلق کی تھی ان کو دیکھتے آ رہے تھے اور ان کے مجموعی ناموں سے واقف تھے انہی سے اللہ کی عبادت کرنا سیکھی تھی اب اللہ نے ملائکہ کو نہیں۔ صرف آدم کو اسماء سکھایا پھر سب سے پہلے ملائکہ کا امتحان یہ کہہ کر لیا کہ اگر تم سچے ہو تو مجھے ان کے نام بتاؤ۔ چونکہ ملائکہ ہر ایک کا نام الگ الگ شناخت کر کے نہیں بتا سکے تو انہوں نے کہا تیری ذات پاک قابل تسبیح ہے ہمارے پاس تو اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے ہمیں سکھا دیا ہے تو تو بڑا جاننے والا اور حکمت والا ہے پھر اللہ نے آدم سے کہا تم ان کے نام بتاؤ جب آدم نے ان کے نام بتا دیئے (تو اللہ نے ملائکہ) سے کہا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی چھپی ہوئی باتوں کا جاننے والا ہوں اور ان چیزوں کو بھی جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو اور جب ہم نے ملائکہ سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو انہوں نے سجدہ کر لیا مگر ابلیس نے

د کیا اور تکبر (غرور) کیا اور وہ کافروں میں سے ہو گیا۔"

لغت میں اللہ کہہ رہا ہے کہ ابلیس نے تکبر کیا اور مولوی اللہ کو جھٹلا رہے ہیں کہ نہیں ابلیس نے تو حق استعمال کی تھی چونکہ جنوں سے ابلیس کو اس کے زہد و تقویٰ اور عبادات نے ممتاز کر دیا تھا اسی سے ابلیس میں غرور پیدا ہو چکا تھا اور اس نے جب یہ دیکھا کہ آدمؑ کو سجدہ کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے عالینؑ ہستیوں کو نہیں دیا صرف مجھے اور ملائکہ کو دیا ہے تو ان عالینؑ ہستیوں سے اسے حسد پیدا ہو گیا کیونکہ وہ سمجھ رہا تھا کہ میرا مقام بھی عالینؑ ہی جیسا ہے اس بات کا پتہ ہمیں سورہ ص کی آیت نمبر 75 سے ہوتا ہے۔

قال یا ابلیس مامنعک ان تسجد لما خلقت بیدی استکبرت ام کنت من العالین جب تمہارے رب نے ملائکہ سے کہا میں مٹی سے ایک بشر پیدا کرنے والا ہوں پس جب میں اسے ٹھیک ٹھاک کر لوں اور اپنی روح اس میں پھونک دوں تو تم سجدہ میں گر پڑنا سب ملائکہ نے آدمؑ کو سجدہ کیا سوائے ابلیس کے اس نے تکبر (غرور) کیا اور کافروں میں سے ہو گیا پس اللہ نے کہا اے ابلیس جس کو میں نے اپنے قدرت کے ہاتھوں سے پیدا کیا ہے اسے سجدہ کرنے سے تجھے کس چیز نے منع کیا تو نے تکبر (غرور) سے کام لیا ہے یا تو عالینؑ میں سے بن بیٹھا ہے۔ دیکھیے عربی متن اللہ نے **عالینؑ** کا لفظ استعمال کیا ہے۔

دلیل دینے کے بعد اللہ تعالیٰ ابلیس سے دلیل مانگ رہا ہے بغیر دلیل کے اللہ نے جنت سے نہیں نکالا۔ جب کہ مولوی حضرات بحث کرنے کو منع کر کے قرآن کی مخالفت کرتے ہیں۔ اب اللہ کی دلیل کے جواب میں شیطان بھی دلیل دینے کی کوشش کرتا ہے۔ اس نے کہا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اسے مٹی سے پیدا کیا ہے اللہ نے کہا تو یہاں سے

نکل جا، تو یقیناً مردود ہے اور تیرے اوپر قیامت تک لعنت کی پھٹکار رہے گی تو اس نے کہا اے میرے رب مجھے **یوم الدین** تک مہلت دے (مگر اللہ نے یوم الدین تک مہلت نہیں دی) اللہ نے فرمایا تجھے **وقت معلوم** تک مہلت دی گئی اس نے کہا میں تیری عزت کی قسم میں سب کو بہکاؤں گا سوائے تیرے ان مخلص بندوں کے جو تیرے خاص فرمانبردار ہوں گے۔"

عالینؑ کا وجود عہد الست سے بہت پہلے سے ہے۔ جبکہ عہد الست حضرت آدمؑ کی خلقت کے بہت بعد لیا گیا۔ جس میں انبیاء، چور، ڈاکو، قاتل سب ہی کی ارواح شامل تھیں۔ جب سب برابر تھے تو کوئی اعلیٰ کیسے ہوا؟ اور یہ دو جہان کے عالین بھی نہیں ہیں بلکہ اللہ کے عالینؑ ہیں جو کائنات خلق ہونے سے پہلے سے ہیں۔ جنہیں اللہ نے امام کائنات بنایا ہے اگر آج 1996 میں ہمارا کوئی امام ہی نہیں ہے تو پھر آخرت میں ہم کس کے ساتھ اٹھائے جائیں گے حوالہ سورۃ نمبر 17 بنی اسرائیل آیت نمبر 71 میں ہے کہ جس دن ہم سارے انسانوں کو ان کے امام کے ساتھ بلائیں گے دیکھیے عربی متن "**یوم ندعوا کل اناس بامامھم**" اور سوچئے عقل سے کہ اگر کوئی امام نہیں ہے تو پھر ہم کس کے ساتھ بلائے جائیں گے اور وہ کیسے بتائے گا کہ فلاں شخص نے گھر کے اندر کیا اچھائی کا کام کیا ہے یا برائی کا کام کیا ہے اور رسولؐ سب پر کیسے گواہ ہوں گے۔ سورۃ یاسین میں تو قرآن کہہ رہا ہے کہ "**وکل شئی احصیناہ فی امام مبین**" نبوت اور رسالت کا سلسلہ بند ہو چکا ہے مگر عالین علیہم السلام میں سے ایک امام معصوم جسے اللہ اور اس کے رسولؐ نے کائنات کا امام بنایا ہے جس کے پاس ہر شب قدر **روح الامین** جبرئیل فرشتوں کے ساتھ اللہ کا امر لے کر نازل ہوتے ہیں **تنزل الملئکۃ والروح فیھا باذن ربھم من**

کل امر ۔ اگر آج کوئی امام ہم میں موجود نہیں ہے تو پھر فرشتے کس کے پاس اور کیوں اترتے ہیں ؟ دیکھئے سورۃ نمبر 97 القدر ۔

امام کائنات ؟

قرآن میں سورہ بقرہ آیت نمبر 124 میں ہے کہ **واذ ابتلیٰ ابراھیم ربہ بکلمات فاتمھن ، قال انی جاعلک للناس اماما ، قال ومن ذریتی ، قال لاینال عھدی الظالمین** جب ہم نے چند کلمات میں ابراہیم کی آزمائش کی پس وہ ان سب میں پورے اتر گئے تو اللہ نے ان سے کہا میں تمہیں لوگوں کا امام بنانے والا ہوں انہوں نے کہا اور میری اولاد سے اللہ نے کہا ظالم لوگ میرے اس عہدہ امامت کو نہ پائیں گے ۔ نبی اور رسول اپنی امت کا رہبر ہوتا ہے کافلہ ہوتا ہے سردار ہوتا ہے قائد ہوتا ہے سربراہ ہوتا ہے رہنما ہوتا ہے جب حضرت ابراہیم جوانی میں نمرود کی آگ میں پھینکے گئے اس وقت بھی نبی اور رسول تھے اور جب بڑھاپے میں اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کے ساتھ خانہ کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے اس وقت بھی نبی اور رسول تھے مگر امام نہیں تھے جب ہی تو اللہ کہہ رہا ہے کہ میں تمہیں امام بنانے والا ہوں ۔

نبی اور رسول صرف اس کرہ ارض کے لئے ہوتے ہیں نبی پچھلی شریعت کو آگے جاری کرتا ہے رسول پچھلی شریعت کو منسوخ کرکے نئی شریعت جاری کرتا ہے مگر امام کے دائرہ اختیار میں بشمول اس دنیا کے پوری کائنات ہوتی ہے جس کا ثبوت قرآن میں سورۃ نمبر 6 انعام آیت نمبر 75 سے ملتا ہے کہ **وکذالک نری ابراھیم ملکوت السماوات والارض ولیکون من الموقنین** ہم ابراہیم کو سارے آسمانوں اور زمین کی ملکوت دکھاتے ہیں [illegible] قرآن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم

کے پاس تین عہدے تھے وہ نبی تھے رسول تھے اور امام کائنات تھے ۔ ایسے ہی اللہ کے آخری رسولؐ عالمین کے سردار کو بھی یہ تینوں عہدے ملے ۔

کائنات کا سارا مادہ اس وقت تک ایک ہی تھا جب حضرت آدم کو ملائکہ نے سجدہ کیا تھا اس واقعہ کے بعد یہ مادہ ایک دھماکہ سے پھٹ پڑا اور سورج ، چاند ، ستارے اور سیارے وغیرہ کی خلقت شروع ہو گی اس کا ثبوت آج کی سائنس Big Beng کی تھیوری پیش کرکے دے رہی ہے اور قرآن سے ثابت ہے کہ کائنات چھ دن میں خلق ہوئی یعنی چھ مرحلہ میں یک ایک مرحلہ کی ارب سال کا ہے اسی سے اللہ نے آدم کو جنت میں روکے رکھا کہ اس وقت تک کائنات تکمیل کے مراحل میں تھی حضرت آدم پھل کھاتے یا نہ کھاتے انہیں اسی دن اسی وقت دنیا میں آنا تھا جس دن وہ آئے

سورہ بقرہ آیت نمبر 35 سے 37 تک ترجمہ ۔ ہم نے کہا اے آدم تم اور تمہاری بی بی جنت میں رہو اور اس کی ہر شے کھاؤ مگر اس درخت کے پاس بھی نہ جانا ورنہ تم ظالمین میں سے ہو جاؤ گے جب شیطان نے ان کو دھوکہ دے کر ڈگمگا دیا اور اخراج جس عیش و راحت میں وہ دونوں تھے اس سے نکال باہر کیا ہم نے کہا اب تم نیچے جاؤ تم میں سے ایک دوسرے کا دشمن ہوگا اور تمہارے لئے ایک خاص وقت ٹھہراؤ اور ٹھکانہ ہے پھر آدم نے اپنے رب سے معافی کے چند کلمات سیکھے پس اللہ نے ان کی توبہ قبول کرلی بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے ۔ حضرت آدمؑ نے جب عالمین علیھم السلام کا واسطہ دے کر دعا کی جب ہی اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے حضرت آدمؑ کو شیطان نے دھوکہ دیا تھا وہ یہ بھی ممکن ہے کہ پھل شیطان نے خود ہی توڑ کر دیا ہو کیونکہ اللہ نے پھل کھانے کا ذکر نہیں کیا تھا درخت کے پاس جانے سے منع کیا تھا اگر آدم درخت

کے پاس جاتے تو ظالمین میں سے ہو جاتے اور اللہ تعالیٰ ظالمین کو کوئی عہدہ
نہیں دے گا۔ یہ بات اللہ تعالیٰ سورہ بقرہ آیت نمبر 124 میں کہہ چکا ہے۔ اللہ نے
شجر کے پاس جانے سے منع کیا تھا اسکا ثبوت سورۃ نمبر 7 اعراف آیت نمبر 11
سے 19 میں بھی ملتا ہے۔ ترجمہ: "ہم نے تم کو پیدا کیا پھر تمہاری صورتیں
بنائیں پھر ہم نے ملائکہ سے کہا آدم کو سجدہ کرو سب نے سجدہ کر دیا مگر ابلیس
سجدہ کرنے والوں میں سے نہ ہوا۔ اللہ نے کہا جب میں نے تجھے سجدہ کا حکم دیا
تھا تو کس چیز نے تجھے سجدہ کرنے سے روکا۔ اس نے کہا میں کیوں سجدہ کروں
جب کہ میں اس سے افضل ہوں۔ مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا ہے اور آدم کو
مٹی سے۔ اللہ نے کہا تو بہشت سے نیچے اتر۔ تیری یہ مجال نہیں کہ تو یہاں تکبر
کرے۔ (غرور کرے) باہر نکل بے شک تو ذلیل لوگوں میں سے ہے۔ اس
نے کہا۔ مجھے **یوم یبعثون** تک کی مہلت دے اللہ نے فرمایا جا تجھے
مہلت دی گئی۔ (شیطان بولا) تو نے میری راہ تو ماری ہی ہے میں بھی اب یہ
کروں گا کہ تیرا جو سیدھا راستہ ہے میں اس پر جا بیٹھوں گا پھر میں ان کے
سامنے سے آؤں گا ان کے پیچھے سے آؤں گا ان کے داہنے سے آؤں گا ان کے
بائیں سے آؤں گا اور ان میں بیشتروں کو تیرا ناشکرا بندہ بنا دوں گا اللہ نے فرمایا
یہاں سے ذلیل اور راندہ درگاہ ہو کر نکل جا جو لوگ تیرا کہنا مانیں گے میں بھی
ان سب سے جہنم کو بھر دوں گا۔ اے آدم تم اور تمہاری بی بی جنت میں رہو اور
جہاں سے جو چیز چاہو کھاؤ مگر اس درخت کے پاس نہ جانا ورنہ تم دونوں اپنے
نفس پر ظلم کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔"

اللہ تعالیٰ ارادے پر نہیں بلکہ عمل پر سزا یا جزا دیتا ہے اور اس کے لئے
یوم الدین قیامت کے بعد کا دن رکھا ہے۔ کسی مخلوق کی نافرمانی پر فوری
سزا نہیں دیتا۔ شیطان کو اللہ نے جنت سے نکال دیا تھا مگر وہ پھر بھی نافرمانی

کرتے ہوئے حضرت آدمؑ کو دھوکا دینے وہاں پہنچ گیا۔ اللہ نے رکاوٹ اس لئے
نہیں ڈالی کہ یہ انسان اور شیطان کی دشمنی کا پہلا عملی ثبوت تھا۔ اور انسانوں
کے لئے مثال قائم کرنی تھی کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ حضرت آدمؑ کو
دھوکہ دینے کے بعد ہی شیطان کی دشمنی ثابت ہوتی۔

جنت میں کسی حرام شے کا وجود نہیں ہے جیسے بخار میں وقتی طور پر
ڈاکٹر روٹی کھانے کو منع کرتا ہے اسی طرح اللہ نے بلاغت کا جملہ استعمال کیا
ہے کہ اس درخت کے قریب نہ جانا۔ اللہ نے **شجر** کہا ہے پھل کا نام
شیطان نے لیا ہے۔ یہی بات دوسری جگہ اللہ نے سورۃ طٰہٰ آیت نمبر 115 سے
123 میں بھی بتائی ہے کہ شیطان نے حضرت آدم اور ان کی زوجہ کو کیسے
دھوکہ دے کر پھل کھانے کی طرف مائل کیا۔ دیکھئے ترجمہ "اور ہم نے آدم
سے اس سے پہلے عہد لیا تھا سو وہ بھول گیا اور ہم نے ان میں ثبات و استقلال
نہ پایا اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا
مگر ابلیس نے انکار کیا پھر ہم نے کہا کہ اے آدم ابلیس یقیناً تمہارا اور تمہاری
بیوی کا دشمن ہے سو کہیں تم دونوں کو جنت سے نکلوا نہ دے پھر تم مصیبت
میں پڑ جاؤ یہاں تمہیں آرام ہے کہ نہ تم بھوکے رہو گے اور نہ ننگے رہو گے اور
نہ یہاں پیاسے رہو گے اور نہ دھوپ میں تپو گے تو شیطان نے ان کے دل میں
وسوسہ ڈالا کہنے لگا اے آدم کیا میں تمہیں سدا جینے کا درخت اور ایسی بادشاہی
جس میں کبھی ضعف نہ آئے بتاؤں سو دونوں نے اس میں سے کچھ کھا لیا تو ان
دونوں کے ستر ایک دوسرے پر ظاہر ہو گئے اور دونوں جنت کے درختوں کے
پتے اپنے اوپر چپکانے لگے۔ اور آدمؑ سے اپنے رب کا قصور ہو گیا تو وہ غلطی میں
پڑ گئے پھر ان کے رب نے ان کو برگزیدہ کیا اور ان کی توبہ قبول کی اور ان کی
ہدایت کی اور کہا کہ دونوں نیچے اتر جاؤ تم سے ایک کا دشمن ایک ہو گا پھر اگر

تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت پہنچے تو تم اس کی پیروی کرنا کیونکہ جو شخص میری ہدایت پر چلے گا۔ تو وہ گمراہ ہوگا اور نہ مصیبت میں پھنسے گا۔

سورۃ اعراف کی آیت 20 سے 30 کا ترجمہ ۔ شیطان نے آدمؑ وحوا دونوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا تاکہ ان کی شرم گاہیں جو بہشتی [illegible] سے ان کی نظر سے پوشیدہ تھیں کھول ڈالے۔ اس نے کہا تمہارے رب نے اس درخت کا پھل کھانے سے اس لئے منع کیا ہے کہ مبادا تم دونوں فرشتے بن جاؤ اور ہمیشہ زندہ رہنے والوں میں سے نہ ہو جاؤ اور اس نے ان دونوں کے سامنے قسمیں کھائیں کہ میں یقیناً تمہارا خیر خواہ ہوں غرض اس نے دونوں کو دھوکہ دے کر اس کے کھانے کی طرف مائل کیا۔ جوں ہی ان دونوں نے اس درخت کے پھل کو چکھا ان کا بہشتی لباس ان کے بدن سے اتر گیا۔

ان آیتوں سے ایک اور بات معلوم ہوئی کہ انسان جنت میں لباس میں ہوگا خود قرآن کہہ رہا ہے کہ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے اور پرہیزگاری کا لباس ہر لباس سے بہتر ہے چونکہ حضرت آدمؑ اور ان کی زوجہ جنت میں جنتی نورانی لباس میں تھے پھل کھاتے ہی جنتی نورانی لباس خود بخود ہی اتر گیا تھا۔ اور جب ہم وضو کرتے ہیں تو اسی طرح کا جنتی نورانی لباس ہم پر دوبارہ چڑھ جاتا ہے اور جب اس پھل کے اثرات پیشاب، پاخانہ، منی یا ریاح کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں تو وضو ختم ہو جاتا ہے یعنی جنتی نورانی لباس اتر جاتا ہے۔

قرآن کہہ رہا ہے کہ " ان کا جنتی لباس ان کے بدن سے اتر گیا اور ان کی شرمگاہیں کھل گئیں اور تب وہ بہشت کے درختوں کے پتے توڑ توڑ کر اپنے بدن کو ڈھانپنے لگے تب ان کے پروردگار نے ان کو آواز دی کیا میں نے تم کو اس درخت کے پاس جانے سے منع نہیں کیا تھا اور کیا یہ نہیں جتا دیا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے ان دونوں نے کہا اے ہمارے پروردگار ہم نے

اپنے نفسوں پر ظلم کیا اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ فرمایا تو ہم نقصان پانے والوں میں سے ہو جائیں گے اللہ نے فرمایا سب کے سب بہشت سے نیچے اترو تم میں سے ایک ایک کا دشمن رہے گا اور ایک وقت خاص تک تمہارا زمین پر رہنا سہنا اور زندگی کا سامان رہے گا اور یہ بھی فرمایا کہ تم زمین ہی میں زندگی بسر کرو گے اور اسی میں مرو گے اور اسی میں سے زندہ کر کے نکالے جاؤ گے۔ اے بنی آدم ہم نے تمہارے لئے پوشاک نازل کی جو تمہارے ستر کو چھپاتی ہے اور تم کو زینت کے کپڑے دیئے اور پرہیزگاری کا لباس سب لباسوں سے بہتر ہے یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ لوگ نصیحت اور عبرت حاصل کریں۔ اے بنی آدم تمہیں شیطان اس طرح نہ بہکا دے جس طرح اس نے تمہارے باپ اور ماں کو جنت سے نکلوا چھوڑا تھا اسی نے ان دونوں سے بہشتی پوشاک اتروائی تاکہ ان دونوں کی شرمگاہیں دکھا دے ۔ ۔ ۔ وہ اور اس کا قبیلہ تمہیں اس طرح دیکھتا رہتا ہے کہ تم اسے نہیں دیکھ پاتے ۔

ہم نے شیطانوں کو انہی لوگوں کا رفیق بنا دیا ہے جو ایمان نہیں رکھتے۔ جب کوئی برا کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے پایا ہے اور اللہ نے بھی یہی حکم دیا ہے۔ تم ان سے کہو کہ اللہ ہرگز بے حیائی کا حکم نہیں دیتا کیا تم اللہ پر جھوٹا بہتان باندھ کر وہ کہتے ہو جو تم نہیں جانتے۔ اے رسولؐ تم ان سے کہو کہ میرے پروردگار نے انصاف کا حکم دیا ہے اور یہ بھی حکم دیا ہے کہ اپنے اپنے منہ ہر نماز کے وقت قبلہ کی طرف سیدھے کرو اور نہایت صدق دل سے اسے پکارو جس طرح اس نے شروع میں تمہیں پیدا کیا ہے اسی طرح تمہیں اس کی طرف لوٹنا ہے۔ ایک فریق نے تو ہدایت پائی اور دوسرے فریق پر گمراہی سوار ہو گئی انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیاطین کو اپنا سرپرست بنا لیا اور وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں

جب پھل کھانے کا واقعہ پیش آیا تو اس وقت تک کائنات موجودہ شکل میں آ چکی تھی انسان اور دوسرے حیوانات کے لیے یہ زمیں رہائش کے قابل ہو چکی تھی یہ جہاں سے انسانوں کی ہدایت کے لئے نبیوں اور رسولوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ چونکہ ابھی تک کائنات پھیل رہی ہے ایک حد پر جا کر رک جائے گی پھر وہاں سے ــــــ واپس ہونا شروع ہو گی اور سارہ مادہ پھر ایک بار ایک دھماکہ سے مل جائے گا جس کو ہم قیامت کے نام سے جانتے ہیں اس وقت ساری مخلوقات کا امتحان مکمل ہو چکا ہو گا اس میں سب سے زیادہ نمبر Points حاصل کرنے والے کو اللہ تعالیٰ اس گروہ مادہ پر حید مقرر کرے گا اور وہ دائمی خلیفہ جناب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں گے۔

باقی عالین علیہم السلام کے افراد خلیفہ کے سردار ہوں گے۔

ان نکتوں پر غور و فکر کرنے سے اس بات کا پتہ چل گیا کہ جب ملائکہ کو حضرت آدم کے سجدہ کا حکم ہوا تو اس وقت وہاں پر حضرت آدمؑ ملائکہ اور عزازیل شیطان) کے علاوہ عالین علیہم السلام بھی موجود تھے۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کے سجدہ کا حکم نہیں دیا تھا۔ قرآن اور حدیث رسولؐ کے مطابق محمدؐ و آل محمدؐ کا نور حضرت آدمؑ سے بھی ہزاروں سال پہلے سے ہے۔ اس لئے یہ **سابقون اور اولون** ہیں اور یہ سب حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت عیسیٰ تک ہر نبی سے افضل ہیں۔ ان کی کل تعداد چودہ ہے۔ چونکہ یہ سب کے سب معصوم ہیں اس لئے ان کو چودہ معصومین علیہم السلام کہا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے عالین علیہم السلام کے سردار کو کائنات میں کیا مقام دیا ہے۔ یہ آخری نبی ہیں، آخری رسولؐ ہیں، امام کائنات ہیں اور رحمت للعالمین ہیں۔ اور ان کے بارہ نائبین صرف امام کائنات ہیں۔ اسی لئے جس کے مولا رسولؐ ہیں یہ بھی اس کے مولا ہیں۔ نواسۂ رسولؐ کے جنت میں سردار ہونے

اور دوسروں کو ان کی رعایا ہونے سے کسی نبی یا رسول کی توہین نہیں ہو رہی حضرت فاطمہؑ جنت میں عورتوں کی سردار ہیں تو حضرت حواؑ، حضرت مریمؑ، اور حضرت آسیہ کی توہین نہیں ہو رہی حضرت مہدیؑ کی اطاعت حضرت عیسیٰ کریں گے اور ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے تو حضرت عیسیٰ کی توہین نہیں ہو گی

قرآن نے آخری رسولؐ کو اول مسلم کہا ہے یہ تبھی اللہ سے اس دنیا میں آئے تھے جب ہی قرآن **وما ارسلناک الا رحمت للعالمین** کہہ رہا ہے۔ رب العالمین نے انہیں ایک عالم پر نہیں بلکہ پورے عالمین پر فضیلت دی ہے۔ ان کا مرتبہ کائنات میں اللہ کے بعد سب سے بلند ہے۔ مولوی صاحبان صحابہ کو رسولؐ کے مقام کی بلندیوں تک تو لے جا ہی نہیں سکتے ہاں وہ یہ کام ضرور کر سکتے ہیں کہ جیسا ... رسولؐ ... کو صحابہ کے مقام تک ہی گرا دیں۔ یہی سے وہ ... ثابت ... چاہتے ہیں کہ پھر صحابہ کی غلطیوں پر پردہ ڈالنے کا جواز پیدا کر سکیں۔ یہی سے وہ حضرت ابراہیمؑ پر شرک کرنے کا الزام لگاتے ہیں حالانکہ اللہ تو ... کہ ہم نے ابراہیم کو بچپن ہی سے فہم سلیم عطا کر دی تھی اور ہم ان کی حالت سے خوب واقف تھے۔ دیکھئے سورۃ نمبر 21 الانبیاء آیت نمبر 51۔

ستارہ پرستوں نے جب حضرت ابراہیم سے اپنے معبودوں کی تعریف کی جب ہی حضرت ابراہیم نے تعجب سے ستارہ چاند اور سورج کے بارے میں کہا کہ کیا یہ میرے رب ہیں۔ اور جب وہ چھپ گئے تو وہ کہنے لگے میں غروب ہونے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ پھر اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے قوم جن چیزوں کو تم اللہ کا شریک قرار دیتے ہو میں ان سے بری ہوں میں اپنا رخ اس کی طرف کرتا ہوں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ اور ان کی قوم ان سے جھگڑا

کرنے لگی انہوں نے کہا کیا تم مجھ سے اللہ کے بارے میں جھگڑا کرتے ہو حالانکہ اس نے مجھے ہدایت دی ہے جن لوگوں کو تم نے اس کا شریک بنا رکھا ہے میں ان سے نہیں ڈرتا۔ دیکھیے سورۃ نمبر 6 الانعام آیت نمبر 76 سے 80

مولوی صاحبان صحابہ کو بچانے کے لئے ہی حضرت یوسفؑ اور حضرت ابراہیم سے جھوٹ بولنا بھی منسوب کرتے ہیں۔ حالانکہ حضرت ابراہیم نے جھوٹ بھی نہیں بولا جب بتوں کو توڑ کر بڑے بت کے سامنے کلہاڑا رکھ دیا جب اس کی قوم نے پوچھا کہ یہ کس کی حرکت ہے تو حضرت ابراہیمؑ نے کہا کہ یہ سب سے بڑے کی حرکت ہے اگر یہ بولتے ہوں تو پوچھ لو۔ پوری کائنات میں ہم سب کا سب سے بڑا اللہ تعالیٰ ہے جس کی طرف حضرت ابراہیم کا اشارہ تھا اگر اس کی قوم کے لوگ اشارہ پر غور کرتے اور پوچھ لیتے تو جواب مل جاتا مگر ان کے عقل کی پرواز بھی ـــــ لوگوں ہی جتنی تھی۔

اسی طرح حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے حضرت یوسفؑ کو اغوا کر کے بیچ دیا تھا وہ سب کے سب چور تو تھے اس میں بھی کوئی جھوٹ نہیں ہے قرآن میں اللہ نے جھوٹوں پر لعنت کی ہے اب یہ کیسے ممکن ہے کہ وہی اللہ جو جھوٹوں پر لعنت کرے سورۃ یوسف میں خود جھوٹ بولنے کی یہ تدبیر اپنے نبی کو سکھائے۔ جیسے حضرت ابراہیم کی قوم کا ذہن فقط سب سے بڑے اپنے تراشے ہوئے بت کی طرف گیا تھا اسی طرح ہمارے مولویوں کا ذہن بھی اپنے تراشے ہوئے عقیدہ کی طرف جاتا ہے۔ وہ نبی کو اپنے جیسا ہی سمجھتے ہیں۔

وہ عظیم رسولؐ کو مولوی حضرات اپنے جیسا سمجھیں اور یہ کہیں کہ رسول اللہ ہمارے جیسے تھے اور دلیل یہ دیں کہ وہ کھاتے تھے، پیتے تھے۔

سوتے جاگتے اور چلتے پھرتے تھے۔ رسول اللہ نے شادیاں کیں۔ ان کے ہاں اولاد ہوئیں۔ تو یہ سارے کام تو ہم اور آپ بھی کرتے ہیں اور حیوان بھی کرتے ہیں۔ آپ یہ کیوں نہیں کہتے کہ حیوان ہمارے جیسے ہیں یا ہم حیوان جیسے ہیں۔ رسولؐ پر قرآن اترا کیا آپ پر اترا؟ رسولؐ کے پاس جبرائیلؑ آتے تھے کیا آپ کے پاس آتے ہیں؟ رسولؐ معصوم ہیں کیا آپ ہیں؟ رسولؐ رحمت اللعالمین ہیں کیا آپ ہیں؟ رسول اور ان کی آل پر درود و سلام بھیجا جاتا ہے کیا کسی نے آپ پر اور آپ کی اولاد پر درود و سلام بھیجا؟ رسولؐ نے وحی کے علاوہ کبھی بھی اپنی طرف سے ایک بات بھی نہیں کی کیا آپ نے بھی ایسا کیا؟ رسولؐ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا کیا آپ نے ایسا کیا؟ رسولؐ معراج پر گئے کیا آپ گئے؟ رسولؐ سے اللہ نے بات کی کیا آپ سے کی؟ قرآن میں رب کہتا ہے کہ جس پر تم راضی ہو جاؤ۔ کیا آپ سے بھی پوچھا؟ قیامت میں رسولؐ شفاعت کریں گے کیا آپ بھی کریں گے؟ ہر نبی اور اس کی امت پر رسولؐ گواہ ہوں گے کیا آپ بھی ہوں گے؟ قیامت تک کلمہ و اذان میں رسولؐ کا نام شامل رہے گا کیا آپ کا بھی نام ہے؟ اب آپ لوگ خود ہی سوچیے اور فیصلہ کیجیے کہ جو فرق انسان اور جانور میں ہے اس سے کہیں زیادہ فرق رسول اللہ میں اور ہم میں ہے۔ جس دن لوگوں کی سمجھ میں علم کے شہر، قرآن کے عالم رسولؐ امی آگئے اسلام بھی سمجھ میں خود ہی آجائے گا۔

رسولؐ امی؟

جن لوگوں کا ماننا ہے پوری کائنات میں اتنا بلند مقام ہو جو رسول عالمین کا سردار ہو۔ جس کو اللہ نے کائنات سے پہلے خلق کیا ہو، جس کی وجہ سے کائنات خلق ہوئی ہو، جو رسولؐ کہیں اور سے آیا ہو، جس کی تصدیق اللہ تعالیٰ **وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین** کہہ کر کرے، جس

رسولؐ کے قلب اطہر پر قرآن نازل ہوا ہو۔ اس رسولؐ کے دل کو مولوی حضرات ناپاک کہیں اور دل چیر کے تب زمزم سے دھو کر پاک کرنے سیاہ نقطہ نکالنے کی جھوٹی روایت گھڑیں جس کو اللہ نے اس کرۂ ارض پہ بھیجنے سے پہلے قرآن کا پورا علم دیا ہو دیکھئے سورۃ رحمٰن۔ **الرحمٰن ۔ علم القرآن ۔ خلق الانسان ۔ علمہ البیان ۔** قرآن کا علم دیا۔ پھر پیدا کیا، پھر بیان کرنا سکھایا۔ اس رسولؐ کو مولوی حضرات **آنحضرت** کہیں اور خود اس سے بھی بڑا لقب **اعلیٰ حضرت** اختیار کریں۔ اپنے کو عالم اور رسولؐ کو ان پڑھ سمجھیں۔

کیا امی کا صرف یہی مطلب ہے کیا مکہ کا نام ام **القریٰ** نہیں ہے امی کا مطلب مکہ کا رہنے والا نہیں ہے ذرا یہ بھی تو سوچئے جس کی تصدیق قرآن کر رہا ہو کہ اس نے ایک بار بھی جھوٹ نہیں بولا یعنی معصوم ہے جس رسولؐ نے اپنے بارے میں کہا ہو کہ میں علم کا شہر ہوں جس کے دائرہ اختیار میں پوری کائنات شامل ہو جو کائنات کے ایک ایک ذرے کی تفصیل سے واقف ہو اگر آج وہ رسولؐ امی اپ مکہ سے ہوتا اور کسی بھی علوم سے ناواقفیت کا اظہار کرتا کہ میں لکھ پڑھ نہیں سکتا تو رسول کا یہ دعویٰ کہ میں علم کا شہر ہوں جھوٹ ہو جاتا پھر اللہ کا دعویٰ بھی جھوٹ ہو جاتا کہ اس نے کبھی ایک بار بھی جھوٹ نہیں بولا صرف لکھنے پڑھنے کی بات ہی نہیں قیامت تک جو بھی علوم اس پوری کائنات میں ہوں گے رسول امی ان سب سے واقف ہیں جب ہی اتنا بڑا دعویٰ کیا ہے کہ میں علم کا شہر ہوں اس کا ثبوت قرآن سے ملتا ہے سورہ نمبر 6 کی آیت نمبر 38 اور 59 اس کتاب میں ہم نے کوئی شے نہیں چھوڑی، اور کوئی خشک و تر ایسا نہیں جو کتاب مبین کے اندر نہ ہو اور سورہ نمبر 12 یوسف کی آیت نمبر 111 میں ہے "**تفصیل کل**

شیء" جب پوری کائنات کے ایک ایک ذرے کی تفصیل (Detail) اس قرآن میں موجود ہے تو اللہ کے بعد قرآن کا اور پوری کائنات کے سارے علوم کا عالم رسولؐ امی سے بڑھ کر اور کون ہو سکتا ہے؟

اور ایسے عالم رسول امی کے مرتبہ کو گھٹانے کے لئے کہتے ہیں کہ انہیں چالیس سال بعد نبوت ملی پھر تو آپ کے رسولؐ سے حضرت عیسیٰؑ افضل ہوگئے کیونکہ آپ کے رسولؐ کو چالیس سال بعد نبوت ملی اور 62 سال بعد پورا قرآن ملا جب کہ حضرت عیسیٰؑ نے پیدا ہوتے ہی گواہی دی تھی کہ میں اللہ کا نبی اور اس کا رسول ہوں اللہ نے مجھے کتاب دی ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کے علاوہ پھر تو آپ کے رسول سے افضل حضرت موسیٰ بھی ہوگئے کیونکہ ان پر فرعون جادو نہیں کرا سکا تھا جب کہ آپ لوگ رسول اللہ پر جادو کے جانے کا بہتان لگاتے ہیں جس کے تحت وہ بھول جایا کرتے تھے۔ عرب میں اس وقت جادو اتنا عام نہیں تھا جتنا فرعون کے دور میں اس وقت تھا جس کی تصدیق قرآن سے ہو رہی ہے اور دوسرے قرآن جادو کا شیطانی علم اس وقت ہے پورے کمال پہ تھا۔ اور جادوگر اپنے فن میں باکمال تھے جب ہی تو جادوگروں سے شکست کھاتے ہی رب موسیٰ و ہارون پر ایمان لے آئے یہ نہیں پوچھا کہ اے موسیٰ تمہارا رب کون ہے؟ کہاں ہے؟ اور کب سے ہے؟

شیطانی علم جادو کا سب سے بڑا استاد ابلیس نے اللہ تعالیٰ سے جب **یوم الدین** تک مہلت مانگی تو اس نے کہا پس تیری عزت کی قسم میں سب کو بہکاؤں گا سوائے تیرے ان مخلص بندوں کے جو تیرے خاص فرماں بردار ہوں گے۔ دیکھئے سورۃ نمبر 38 ص آیت نمبر 82-83 **قال فبعزتک لاغوینہم اجمعین ، الا عبادک منہم المخلصین** = کہ کر سب سے بڑے شیطان نے اپنی بے بسی کا خود ہی اقرار کر لیا کہ کسی بی

یا رسول پر اس کا بس نہیں چلے گا اور اللہ نے سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر 65 میں یہ کہہ کر تصدیق کر دی کہ "میرے خاص بندوں پر تیرا قابو نہیں چلے گا" اس کے علاوہ سورۃ نمبر 53 النجم کی آیت میں **ماضل صاحبکم وما غوی** "تمہارا صاحب نہ گمراہ ہوا ہے اور نہ بہکا" قرآن کی ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی بھی نبی یا رسول پر جادو ہو ہی نہیں سکتا ورنہ جادو کے اثر سے یقیناً رسولؐ بہکتے، اور حضرت موسیٰ کو جادو کے ذریعہ بہکانا فرعون کے لئے سب سے زیادہ آسان ہوتا۔

آپ لوگوں سے اچھے تو وہ جادوگر ہی تھے جب انہوں نے اپنے رسولؑ کو پہچان لیا تو سب کے سب سجدے میں گر پڑے پھر فرعون کی قتل کی دھمکی بھی انہیں حضرت موسیٰ کی محبت سے باز نہ رکھ سکی اور ایک آپ لوگ ہیں کہ ابھی تک اپنے رسول کے اصل مقام سے ہی واقف نہیں۔ اللہ تعالیٰ تو کہہ رہا ہے کہ رسول دوسروں پہ گواہ ہوں گے اور بقول مولوی حضرات رسولؐ کو یہی نہیں معلوم تھا کہ وہ نبی اور رسول بنا دیے گئے ہیں۔ جب رسولؐ اس بات کی تصدیق ورقہ بن نوفل سے کرتے پھریں گے تو پھر آپ کے رسولؐ سے افضل تو ورقہ بن نوفل ہوگئے۔ جب رسولؐ خود اپنی گواہی نہیں دے سکتے تو دوسروں کی گواہی کیا دیں گے۔ کیا آپ کی نگاہ میں رسولؐ کا یہی مقام ہے۔ کیا رسولؐ کی یہی شان ہے؟

مولوی حضرات ہر جگہ شیطان کے موجود ہونے پر اعتراض نہیں کرتے۔ مگر کائنات میں اللہ کے رسولؐ کے موجود ہونے، ہر انسان کے عمل کو دیکھنے اور یوم الدین میں اس پر گواہ ہونے پر اعتراض ضرور کرتے ہیں جبکہ قرآن کہہ رہا ہے کہ "اور جس دن ہم ہر امت میں سے انہیں میں کا ایک گواہ لا کھڑا کریں گے اور اے رسولؐ تم کو ان لوگوں پر ان کے مقابل گواہ بنا کر لائیں

گے" دیکھئے سورۃ نمبر 16 النحل آیت 89 نمبر۔ ایک جگہ اور قرآن کہہ رہا ہے کہ "جب ہم ہر گروہ سے گواہ طلب کریں گے اور اے رسولؐ تم کو ان سب پر گواہ کی حیثیت سے بلائیں گے" دیکھئے سورۃ نمبر 4 النساء آیت نمبر 41 پھر ایک اور جگہ قرآن کہہ رہا ہے کہ "اے رسول تم ان سے کہہ دو کہ جو عمل کرتے ہو کئے جاؤ اللہ تمہارے عمل کو دیکھتا ہے اور اس کا رسول اور کچھ مخصوص ایمان والے اور بہت جلد تم اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے جو ظاہر اور باطن کا جاننے والا ہے۔" سورۃ نمبر 9 توبہ آیت نمبر 105۔

قرآن تو عام مومن کے لئے کہہ رہا ہے کہ **فلولا اذا بعمت الحلقوم** "جب جان نکل کر حلق تک آپہنچی ہے" **واما ان کان من اصحاب الیمین ۔ فسلام لک من اصحاب الیمین** اگر وہ داہنے ہاتھ والوں میں سے ہے تو اس سے کہا جائے گا تم پر داہنے ہاتھ والوں کی طرف سے سلام ہو" دیکھئے سورۃ نمبر 56 الواقعہ آیت نمبر 83 اور آیت نمبر 91-90 اس کا مطلب ہے کہ جو مومنین اس دنیا سے جا چکے ہیں وہ لوگ بھی کہیں سے دیکھ رہے ہیں اسی طرح رسولؐ کہیں پر موجود ہیں اور وہ ہم سب کو دیکھ رہے ہیں۔ یہ دنیا تو فقط ایک عالم ہے اور رسول تو عالمین کے لئے ہیں جب ہی اللہ نے **رحمت للعالمین** کہا ہے رسولؐ کہیں اور موجود ہیں جب ہی تو ہم نماز میں **اسلام علیک ایھا النبی** پڑھتے ہیں اور اذان میں **اشھد ان محمد رسول اللہ** کہہ کر گواہی دیتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں آپ تھے کیوں نہیں کہتے۔ بقول آپ کے جب رسولؐ موجود ہی نہیں تو پھر ہیں کیوں کہتے ہیں۔ جن کی سمجھ میں ابھی تک رسولؐ ہی نہیں آئے ان کی سمجھ میں نفس رسولؐ اللہ علی ابن ابی طالب کیا آئیں گے۔

پوری کائنات میں اللہ اور رسولؐ کے بعد سب سے افضل علی ابن ابی طالبؑ کے بارے میں سورہ الرعد آیت نمبر 43 میں ہے کہ "اے رسولؐ کافر لوگ کہتے ہیں کہ تم پیغمبر نہیں ہو تم ان سے کہہ دو کہ میرے اور تمہارے درمیان گواہی کے لئے اللہ کافی ہے اور وہ شخص جس کے پاس آسمانی کتاب کا پورا علم ہے۔ مولوی صاحبان تو کہتے ہیں کہ رسولؐ کو نبوت چالیس سال کے بعد ملی اور رسولؐ پر قرآن 23 سال میں نازل ہوا جب سورۃ رعد کی آیت اتری جس سے ثابت ہوتا ہے کہ رسولؐ کے علاوہ ایک شخص اور بھی ہے جو نہ ہی نبی ہے اور نہ ہی رسول ہے پھر اسے پوری کتاب کا علم کیسے ہوگیا۔ اس وقت کس کو معلوم تھا کہ ابھی سورۃ الرعد کے بعد کتنا قرآن نازل ہونا باقی ہے۔ اب یہ ماننا پڑے گا کہ رسولؐ اللہ جب اس دنیا میں آئے تو اللہ سے پورا قرآن سیکھ کر آئے تھے اور حضرت علیؑ کو قرآن کے ساتھ ساتھ لکھنا پڑھنا بھی خود رسولؐ نے سکھایا۔

بعد رسولؐ فضیلت کی دلیل

ہمیشہ ہر دور میں، ہر قوم میں، ہر ملک میں فضیلت کا کوئی معیار مقرر رہا ہے جیسے قرآن میں سورہ بقرہ آیت نمبر 30 قصہ آدمؑ میں ملائکہ پر حضرت آدمؑ کو علم کی بنیاد پر فضیلت دی اور سورہ بقرہ ہی میں آیت نمبر 247 قصہ طالوت میں بنی اسرائیل پر ایک غریب شخص طالوت کو **علم و جسم** کی بنیاد پر فضیلت دی۔ جسم میں طاقت، شجاعت، صحت، قد و قامت، خاندان، ماں اور باپ کا حسب نسب، پیدائش کے بعد بچے نے رزق حلال سے پرورش پائی یا رزق حرام سے خون گوشت ہڈی سب ہی کچھ آجاتا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام کے علاوہ بیان کی گئی فضیلت میں کوئی ایک بھی صحابی سامنے آتا مثلاً علم، شجاعت، تقویٰ، سخاوت، زہد، عدل، صداقت

ایمان، رسولؐ سے قرابت داری، قبیلہ، خاندان، بیوی اولاد اور مقام پیدائش کے لحاظ سے صرف حضرت علیؑ ہی رسولؐ کے بعد سب سے افضل ہیں۔ سوچئے اور جواب دیجئے۔

آیت مباہلہ میں نفس رسولؐ اللہ کون ہے، ولی اللہ کون ہے، کرم اللہ وجہہ کون ہے، دو بار عقد مواخات میں رسولؐ کا بھائی کون ہے، ہر جنگ کا فاتح کون ہے، پیدا ہوتے ہی چہرہ رسولؐ اللہ کس نے دیکھا، لعاب دہن رسولؐ اللہ کس نے نوش کیا، سب سے زیادہ رسولؐ نے تربیت کس کی کی، کس کے خلاف قرآن میں ایک بھی آیت نازل نہیں ہوئی، سب سے پہلے رسولؐ کے ساتھ نماز کس نے پڑھی، آیت نجویٰ پر کس نے عمل کیا، کس کی اولاد رسولؐ کی اولاد کہلاتی ہے، کس کی بیوی جنت میں عورتوں کی سردار ہے، کس کی اولاد جنت میں جوانوں کی سردار ہے، کس کی اولاد نماز میں رسولؐ کے کندھوں پر بیٹھی، کس کی نسل کو سید کا لقب ملا، پوری دنیا سے فقراء و مساکین کس کی نسل کے واسطے سے مانگتے ہیں، شیعہ سنی شعراء نے سب سے زیادہ قصیدے کس کی شان میں لکھے، رسولؐ کے بستر پر کون سویا، رسولؐ کی تدفین میں کون شریک تھا، رسولؐ کے علم اور اسلحہ کا وارث کون ہے، بدر، احد، خندق، خیبر و حنین کا فاتح کون ہے، رسولؐ کے علاوہ کبھی کسی اور کا محتاج کون نہیں تھا، کون ہے جو کبھی بھی مشرک، کافر اور بت پرست نہ رہا ہو، کون ہے جو کسی بھی جہاد سے کبھی بھی نہیں بھاگا، ابو طالبؑ کی نگرانی میں رسولؐ کی مدد کس نے کی، کس نے اللہ رسولؐ کی نافرمانی کبھی نہیں کی، کس نے ایک بار بھی جھوٹ نہیں بولا، کس نے کہا کہ ایمان کے بعد اگر جہاد سے بھاگتا تو کافر ہو جاتا، رسولؐ کے کندھوں پر چڑھ کے بت کس نے توڑے، آیت تطہیر میں اللہ نے کس کو ہر قسم کی برائی سے پاک کیا، قرآن نے کس

کے لئے کہا کہ اس نے اللہ کی رضا کے لئے اپنی جان بیچ دی ۔ قرآنی صدیق اکبر کون ہے ۔ قرآنی فاروق اعظم کون ہے ۔ قرآنی طاہرہ کس کی زوجہ ہیں ۔ قرآنی صدیقہ کس کی بیوی ہیں ۔ قرآنی معصومہ کس کی بیوی ہیں ۔

جو علی مظہر العجائب ہے ۔ جو **عندہ علم الکتاب** ہے جس کے علم، قوت اور اختیار سے عام انسان واقف ہی نہیں ۔ از روئے قرآن جو خلق کائنات سے پہلے سے ہے ۔ جو **شجرہ طیبہ** میں سے ہے ۔ جو **راسخون فی العلم** میں سے ہے ۔ جو **اولی الامر** میں سے ہے ۔ جو **اہل ذکر** میں سے ہے ۔ جو **اہل البیت الرسول** میں سے ہے ۔ ہر قسم کی برائی سے پاک ہونے والوں میں سے ہے ۔ جو **نفس مطمعینہ** میں سے ہے ۔ جو شب ہجرت بستر رسولؐ پر اطمینان سے سویا ۔ جس نے اللہ کی رضا کے لئے اپنی جان بیچ دی اس علی کو مولوی حضرات غیر معصوم صحابہ میں بھی چوتھے درجے پر گرانے کی بے دلیل اور ناکام کوشش کر رہے ہیں ۔

مولائے کائنات

جسکا یہ مقام ہو مولوی اس علیؑ کو فلاں فلاں اور فلاں کی بیعت کروا رہے ہیں اور فلاں فلاں اور فلاں کے پیچھے نماز پڑھوا رہے ہیں کیا آج تک کسی معصوم نے گنہگار امت کی بیعت کی ہے ۔ جو حضرت علیؑ سے بیعت کروا رہے ہیں ۔ یہ تو عالینؑ میں سے ہیں ۔ حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت عیسیٰ تک ہر نبی سے افضل ہیں ۔ یہ دوسروں کی اطاعت کیسے کر سکتے ہیں ۔ یہ تو اللہ اور اس کے رسولؐ کے بعد سب کے مولا ہیں کیا کوئی صحابی بھی مولا ہے ۔ کیا آپ ایک بھی مثال دے سکتے ہیں ۔ جب مثال نہیں دے سکتے تو مولا کے معنی میں تحریف کرتے ہیں اور مولا کے معنی دوست کے بتاتے ہیں ۔ اور حضرت علی کو مولا کہنے کو شرک بتاتے ہیں اور خود اپنے آپ کو **مولانا** کہلواتے ہیں ۔ جس

کا مطلب ہے میرے مولا ۔

یہ حدیث بہت مشہور ہے کہ جس کا میں مولا اس کے علی مولا ۔ اب اگر مولا کے معنی دوست کے لیتے ہیں تو دوستی ہمیشہ برابری کی بنیاد پر ہوتی ہے اگر رسول اللہ فرشتوں اور انبیاء کے مولا ہیں تو حضرت علی بھی فرشتوں اور انبیاء کے مولا ہوئے اور جب مولا کے معنی دوست کے لے جائیں گے تو پھر رسول اللہ کسی ملائکہ اور انبیاء سے افضل نہیں رہیں گے بلکہ سب کے برابر ہو جائیں گے پھر آپ کا **افضل البشر** کہنا **افضل الانبیاء** کہنا سب جھوٹ ہو جائے گا پھر قرآن کا **اول مسلم** کہنا بھی غلط ہو جائے گا اور رسول اللہ کی توہین کرنے پر رسولؐ کا مرتبہ گھٹانے پر اللہ نے اس کو جو مقام دیا ہے اس میں ڈنڈی مارنے پر آخرت میں کیا انجام ہوگا ہر انسان سوچ سکتا ہے ۔

اب اگر آپ مولا کے معنی حاکم کے لیتے ہیں تو جب رسول اللہ کائنات میں جملہ فرشتوں اور انبیاء سب کے حاکم ہوئے تو مثل رسول ہے حضرت علی بھی فرشتوں اور انبیاء کے حاکم ہوئے اب دوسرے طریقے سے بھی جائزہ کریں آپ اپنے بیٹے کے بارے میں یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ یہ مجھ سے ہے مگر یہ آپ کا بیٹا ہے نہیں کہہ سکتے جب کہ رسولؐ نے کہا فاطمہ مجھ سے ہے اور میں فاطمہ سے ہوں ، حسن مجھ سے ہے اور میں حسن سے ہوں ، حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں ، علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں ۔ قرآن تو کہہ رہا ہے کہ ۔ تو کیا وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل رکھتا ہو اور ایک گواہ جو اس کا جز ہو اس کے پیچھے پیچھے ہو ۔ دیکھیے سورۃ نمبر 11 ہود آیت نمبر 17 ۔ یہ بات اسی وقت ممکن ہے جب یہ سب رسولؐ کا جز ہوں ، ایک ہی خاندان سے ہوں ایک ہی نور سے خلق ہونے ہوں علم و جسم میں ایک جیسے ہوں ۔ حدیث نور ، حدیث شجرہ وغیرہ کے بے اسلاف [illegible]

صفحہ نمبر 289 سے 315 تک دیکھیں۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں عالمین پر فضیلت دی ہے قرآن تو حکم دے رہا ہے کہ **قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ** کہہ دو کہ میں اس کا اجر اس کے سوا کچھ نہیں چاہتا کہ تم میرے قرابت داروں سے محبت کرو۔ دیکھئے سورۃ نمبر 42 شوریٰ آیت نمبر 23۔ آیت تو قرابت داروں سے **مودۃ** کرنے کو کہے اور لوگوں نے اس آیت کی بھی خلاف ورزی کرتے ہوئے ہمیشہ ہر دور میں رسول کے قرابتداروں سے محبت کرنے کے بجائے **عداوت** ہی کی۔ اس دشمنی میں حضرت علیؑ کے والد کو کافر کہا جاتا ہے۔

کیا ابو طالب کافر تھے؟

ہمیشہ سے انسانی معاشرے میں لوگ بہادر اور دولت مند سے ہی ڈرتے ہیں۔ غریب خواہ کتنا ہی بہادر کیوں نہ ہو اس سے کوئی نہیں ڈرتا۔ ہر دور میں دولت مند ہی کو سردار بنایا جاتا ہے، نادار اور مفلس کو کوئی بھی سردار نہیں بناتا یہ اصول آج بھی ہے۔ تجارت ہی کی وجہ سے بنی ہاشم اس وقت قریش میں سب سے زیادہ دولت مند اور با اثر عزت والا قبیلہ تھا۔ اگر حضرت ابو طالب مفلس اور غریب ہوتے تو پورے عرب میں اور خاص کر قریش میں ان کا اثر نہ ہوتا اور نہ ہی کوئی ان کی سنتا اسی لے جب تک حضرت ابو طالب حیات تھے کسی کی مجال نہیں ہوئی کے رسولؐ کی طرف کوئی آنکھ بھی اٹھا سکتا۔ حضرت ابو طالب کی حیات میں رسولؐ کا ہجرت نہ کرنا اس کا ثبوت ہے۔ بنی ہاشم نے ہمیشہ غریبوں کی مدد کی جس کے امیر ترین دولت مند سردار کو مولوی صاحبان صرف اس لئے بہت زیادہ غریب بتا رہے ہیں کہ پھر ان سے جواب نہیں بن پڑے گا کہ ان کے رسولؐ نے حضرت علیؑ کو پہلے دن

سے ہی گود کیوں لیا تھا۔ کیا ضرورت تھی۔ جب کہ حضرت علیؑ کے ماں باپ اس وقت دونوں ہی حیات تھے۔

اب مولوی صاحبان آپ کو یہ تو بتا نہیں سکتے کہ اللہ کے رسولؐ نے اپنے جانشین کی مکمل تربیت خود کرنے کے لے گود لیا تھا صرف انہیں کی نہیں بلکہ رسول اللہ نے اپنے تینوں معصوم اور بچے جانشینوں کی پیدائش سے ہی ان کی تربیت شروع کر دی تھی۔ بچے ہونے کے باوجود اللہ کے حکم سے مباہلہ میں لے کر گئے تھے۔ (آل عمران آیت 61) غیر معصوم تو غلطی کر سکتا ہے اگر ان سے کسی غلطی کا امکان ہوتا تو قرآن میں **اولی الامر** کی اطاعت لازمی کسی شرط کے ساتھ ہوتی چونکہ یہ معصوم ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی شرط کے ان کی اطاعت واجب کی ہے فرض کی ہے اور ان کی اطاعت ایسی ہی ہے جیسے رسولؐ کی اطاعت اور اللہ کی اطاعت۔

انہیں باتوں کو چھپانے کے لئے جھوٹی کہانی سناتے ہیں کہ چونکہ حضرت ابو طالب بہت غریب تھے اس لئے رسول اللہ نے ایک بچہ کو گود لے لیا تھا تاکے ان پر سے بوجھ کم ہو۔ کیا رسول اللہ کے علم میں وہ آیت نہیں تھی کہ جس میں اللہ نے رزق کا وعدہ کیا ہے کیا رسول اللہ اس آیت پر یقین نہیں رکھتے تھے۔ جو رسولؐ اپنی اور اپنی بیوی کی دولت اللہ کی راہ میں دوسروں کو لٹا دے کیا وہ اپنے محسن چچا کی مدد نہیں کر سکتا تھا۔ واہ رے بغض علی و اہلبیت جو ابھی تک آبائی عقیدے کے ساتھ ساتھ منتقل ہو رہا ہے اور پھر اس پر دعویٰ اتنا بڑا کہ ہم علیؑ فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ کو مانتے ہیں۔

چونکہ رسول اللہ اور حضرت علیؑ کے آباؤ اجداد کے علاوہ سب کے باپ دادا کافر تھے اسلئے حضرت علیؑ کی دشمنی میں ان کے والد کو کافر کہا جاتا ہے۔ اب یہ دشمنی نہیں تو اور کیا ہے کہ جس نے جنگ بدر، احد اور خندق میں آگ

بھائی، جس نے رسول کو مکہ میں اتنا ستایا کہ رسولؐ کو مکہ چھوڑنا پڑا جو مجبوراً فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوا اس ابو سفیان کو لوگ صحابی رسول کہیں مگر جو رسول کے بچپن سے اسلام کا اور مسلمانوں کا دوست تھا۔ جس نے ہمیشہ ہر مشکل وقت میں اسلام کی اور مسلمانوں کی مدد کی اس ابو طالب کو لوگ حضرت علیؑ کی دشمنی میں کافر کہیں؟

فرض کریں آپ ہندو ہیں اور کسی چھوٹے سے گاؤں میں رہتے ہیں اور آپ کا بھتیجا آپ کے کم عمر بیٹے کو ورغلا لیتا ہے۔ اسے آپ کے عقیدہ کے خلاف اپنے ساتھ دن میں پانچ بار نماز آپ کی آنکھوں کے سامنے پڑھواتا ہے، تو کیا آپ برداشت کریں گے، اگر نہیں تو حضرت علیؑ رسولؐ اللہ کے ساتھ شروع سے نماز پڑھتے رہے اگر ابو طالب کافر ہوتے تو انہوں نے یہ کیسے برداشت کیا کہ ان کے سارے بیٹے ان کے اپنے عقیدے کے خلاف عمل کرتے رہیں، اور کوئی ایک بھی بیٹا کافر نہ ہو یہ کیسے ممکن ہے؟

کیا کوئی کافر آپ لوگوں کے علم میں ایسا بھی ہے جو گھر سے دور ایک ویران پہاڑ کی گھاٹی میں اسلام اور رسولؐ کی محبت میں رسولؐ کے ساتھ تین سال تک فاقے کرتا رہا ہو مگر اس نے رسول کا ساتھ نہ چھوڑا ہو اور جہاں رسولؐ کے صحابہ میں سے کسی ایک نے بھی ساتھ نہ دیا ہو جب کہ اس وقت بڑے بڑے نامی گرامی صحابہ ایمان لاچکے تھے؟

قرآن نے مشرک کو نجس کہا ہے۔ تب کیا اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کو ایک کافر کے ہاتھ کا نجس غذا کھلوائے گا، یہ بات تو خلاف قرآن ہے کیوں کہ قرآن سے ثابت ہے کہ بھوکے ہونے کے باوجود حضرت موسیٰ نے اپنی ماں کے علاوہ کسی دوسری عورت کا دودھ نہیں پیا۔ دیکھئے سورۃ نمبر 28 القصص آیت نمبر 12۔ اور حضرت آسیہ مومنہ تھیں جنہوں نے حضرت موسیٰ کی

پرورش کی۔ کیا آپ لوگوں کے نزدیک رحمت للعالمین حضرت موسیٰ سے افضل نہیں ہیں۔

قرآن میں ہے کہ احسان کا بدلہ احسان ہے حضرت ابو طالب نے رسولؐ کی پرورش کر کے اور رسولؐ کی جان برے وقتوں میں بچا کر اسلام پر اور رسولؐ اللہ پر احسان کیا اللہ نے اور اس کے رسولؐ نے اس احسان کا کیا بدلہ دیا اگر یہ کافر تھے تو کم از کم اللہ تعالیٰ ان کو ایمان تو دے ہی سکتا تھا رسولؐ ان کے لئے ایمان لانے کی دعا تو کر ہی سکتے تھے۔ حضرت ابو طالب کے ان سب احسانات کا بدلہ اللہ نے اور اس کے رسولؐ نے کیا دیا؟ کیا یہ دیا کہ رسولؐ کی امت ان کو کافر کہے۔ نہیں، بلکہ سورۃ الضحیٰ میں ہے **الم یجدک یتیما فاوی** "کہ جب تم یتیم تھے تو ہم نے پناہ دی۔ پناہ دی ابو طالب سے اللہ کہہ رہا ہے میں نے پناہ دی۔" **ووجدک عائلا فاغنیٰ** "پھر اللہ نے حضرت خدیجہؑ کی دولت سے رسول کو اور زیادہ غنی کردیا اب دیکھئے کہ اللہ نے حضرت ابو طالبؑ اور حضرت خدیجہؑ کو ان سب احسانات کا کیا اچھا بدلہ دیا کہ حضرت ابو طالبؑ کا بیٹا اور حضرت خدیجہؑ کی بیٹی اور ان دونوں کی اولاد پر ہر مسلمان قیامت تک درود و سلام بھیجتا رہے گا جس نے **محمد و آل محمد** پر درود نہ بھیجا اس کی نماز ہی باطل جن کا یہ مقام ہو ان کو لوگ **حب معاویہ اور بغض علیؑ** میں کافر کہیں۔؟

ہر نبی کو اس کی امت نے اس کی حیات تک ہی ستایا ہے نبی کے انتقال کے بعد نبی کی آل کو پریشان نہیں کیا حضرت آدمؑ کے سجدہ کے وقت شیطان عالین علیہم السلام کے مرتبے تک تو نہیں پہنچ سکا اسی لئے اس نے عالین علیہم السلام سے حسد کیا چونکہ حضرت عیسیٰؑ تک ہر نبی کا دور تھوڑے عرصے

کے لئے تھا مگر آخری نبیؐ کا دور قیامت تک کے لئے ہے۔ اللہ کے بعد پوری کائنات میں سب سے افضل اور کامل ترین انسان جب ہدایت کے لئے اس دنیا میں آیا۔ جس کے اثرات قیامت تک باقی رہنے تھے تو یہ دور شیطان کے لئے سب سے زیادہ مشکل ترین دور تھا۔ وہ اس عرصے میں ہمیشہ سے زیادہ لعنت سے اپنے چالاک ترین شاگرد بناتا رہا اس کی دشمنی محمدؐ وآل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خلق آدم کے وقت سے ہی تھی اس نے رسولؐ کے انتقال کے بعد بھی محمد وآل محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی دشمنی ختم نہیں ہوئی۔

اس نے محمدؐ وآل محمد کو کبھی بھی چین اور سکون نہ لینے دیا کبھی غزوات میں الجھایا اور کبھی جنگ جمل جنگ صفین اور نہروان میں الجھایا اور کبھی اموی و عباسی حکمرانوں کی ظلم کی چکی میں پسوایا یہی وجہ ہے کہ اللہ کے رسولؐ اور ان کی بیٹی سمیت اللہ کے بتائے ہوئے معصوم بچے بارہ خلیفہ جو سب کے سب آل محمد میں سے ہیں حضرت مہدیؑ کے علاوہ سب کو اس امت نے زہر سے یا قتل کر کے شہید کر دیا ایک بھی اپنی طبعی عمر پوری نہ کر سکا۔ جو رسول تعلیم کل شی سے واقف بھی ہو جس میں سارے امراض اور ان کی دوا اور علاج بھی شامل ہے اور جو رسولؐ اعتدال پر عمل بھی کرتا ہو وہ بیمار کیسے پڑ سکتا ہے اسے بھی بغض حسد اور لالچ میں زہر سے شہید ہی کیا جا سکتا ہے۔ سوچئے عقل سے اور دیکھئے تاریخ حقیقت معلوم ہو جائے گی۔

تاریخ

جو اقوام اپنی تاریخ کو بھلا دیتی ہیں وہ دنیا سے مٹ جاتی ہیں۔ تاریخ اور حدیث کی کتب میں سچ اور جھوٹ دونوں ہی ہے مگر جب انسان دو الگ الگ نظریوں کو پڑھتا ہے تب ہی سچ اور جھوٹ میں فرق کرتا ہے۔ جھوٹ سے

مگر اگر تاریخ اور حدیث کو ماننے سے انکار کرنے والوں کے پاس کیا بچے گا؟ کبھی اس بات پر بھی غور کر لیں۔ مثلاً اسلام کی جتنی شخصیات ہیں تاریخ اور حدیث سے ہی معلوم ہوتی ہیں ورنہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ فلاں فلاں نام کے افراد تھے بھی یا نہیں۔ گویا تاریخ اور حدیث کے بغیر ان ناموں کو ثابت ہی نہیں کیا جا سکتا تو تاریخ اور حدیث کے بغیر اسلام کو کیسے ثابت کریں گے یہ طریقہ مناسب تو نہیں کہ جس بات کا جواب نہ بن پڑے اسے ضعیف حدیث کہہ کر جان بچانے کی کوشش کریں۔ حدیث نہ ضعیف ہوتی ہے اور نہ ہی پہلوان ہوتی ہے۔ یا تو قول رسولؐ ہوگی، سچی ہوگی یا پھر جھوٹی ہوگی رسولؐ پر بہتان ہوگی۔ اگر آپ تاریخ اور حدیث کے منکر ہو گئے تو پھر قرآن و رسولؐ کے علاوہ سب افسانے ہو جائیں گے آپ کے پاس ماننے کے لئے بچے گا کیا۔ مثلاً نماز کی اقسام کتنی ہیں، کون سی نماز میں کتنی رکعت ہیں کتنے رکوع اور سجدے ہیں اور طریقہ عبادات کیا ہیں؟ آپ کو یہ سب کہاں سے معلوم ہو۔ اگر آپ تاریخ اور حدیث کے منکر نہیں تو یہ عبادات کیوں کرتے ہیں اسلام عقل والوں کا دین ہے۔ بے وقوفوں کی سمجھ میں اسلام کبھی بھی نہیں آیا۔ عقل کے استعمال سے ہمیشہ بہتر نتیجہ ہی برآمد ہوتا ہے۔ عقل ہی سے ثابت ہوا ہے کہ امت [illegible] کا قصہ ہی فسانہ ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا حکم قرآن میں جگہ جگہ موجود ہے کہ رسولؐ کے ہر حکم کی اطاعت کرو اس حکم کی موجودگی میں اب کوئی بھی مسلمان رسولؐ کی نافرمانی نہیں کر سکتا اور نافرمانی کرنے کے لئے کوئی بھی عذر قابل قبول نہیں ہو سکتا۔

اللہ کے آخری رسولؐ نے صحابہ کو اسامہ بن زیدؓ کے لشکر میں سپاہی کی حیثیت سے شامل ہونے کا حکم دیا تھا۔ ان میں ان لوگوں کا نام بھی تھا۔ اگر یہ لوگ اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرتے ہوئے چلے گئے تو پھر موجود ہی نہیں تھے

تو امامت نماز کا قصہ ہی افسانہ اور اگر آپ کہتے ہیں کہ موجود تھے تو پھر ماننا پڑے گا کہ نافرمانی کی جب ہی تو موجود تھے ۔ اللہ اور رسولؐ نافرمانوں کو کوئی بھی عہدہ نہیں دیتا ' یہ قصہ ہی افسانہ ہے ' اس بات کا ثبوت بھی مل جاتا ہے کہ وقت انتقال رسولؐ یہ صاحب مدینہ میں موجود ہی نہیں تھے ہاں دوسرے صاحب ضرور موجود تھے رسولؐ اللہ کے حکم کے باوجود اسامہ بن زید کے لشکر میں نہیں گئے تھے جب ہی تلوار سے یہ کہہ رہے تھے کہ رسولؐ نہیں مر سکتے یہ بھی حضرت موسیٰؑ کی طرح اللہ سے باتیں کرنے گئے ہیں ابھی واپس آجائیں گے اس وقت بڑے صاحب مدینہ میں داخل ہوئے اور جب دوسرے صاحب کو قرآن سے نبیوں اور رسولوں کے انتقال کے بارے میں بتایا تو دوسرے صاحب خاموش ہوئے ۔ مکتب صحابہ والوں نے ان لوگوں کے بارے میں بہت بعد میں اپنی طرف سے افسانے تراشے ہیں ۔ جس کی وجہ سے ہی آج اسلام کی یہ حالت ہے ۔

جہاں ظلم اور جبر کا ماحول ہو وہاں کون سچ تاریخ لکھنے کی جرأت کرے گا ۔ حکمران جو بھی لکھوائیں گے وہ لکھنا پڑے گا ۔ رسولؐ کے انتقال سے عباسی دور تک ایک دن کے لئے بھی شیعوں کی حکومت نہیں تھی ' 500 سال تک صرف مکتب صحابہ والوں کی حکومت رہی ہے شیعوں نے جو کچھ لکھا ہے انہیں کی کتابوں سے لکھا ہے جس میں سچ اور جھوٹ دونوں ہی ہے ' آپ یہ نہیں کہہ سکیں گے کہ حضرت علیؑ اور حضرت حسنؑ شیعہ حکمران تھے پھر آپ کا خلفائے راشدین کا مفروضہ ہی بکھر جائے گا اور آپ کو اعلان کرنا پڑے گا کہ ہم حضرت علیؑ اور حضرت حسنؑ کو نہیں مانتے اور نہ ہی ان کی حکومت کو جائز سمجھتے ہیں ۔

جو کچھ لکھ گیا وہ مکتب صحابہ ہی کی کتابوں سے لکھا گیا چاہے وہ سچ روایات ہوں یا جھوٹی روایات ہوں ۔ مکتب اہلبیت والے اپنی حدیث کی کتب

میں جھوٹی حدیثوں کے شامل ہو جانے کے قائل ہیں اسی لئے وہ اپنی کسی بھی کتاب کو قرآن کے بعد سچ نہیں کہتے ' ان کے یہاں یہ اصول ہے کہ جو بھی حدیث قرآن اور عقل کے مطابق ہے وہ سچ ہے ورنہ نہیں ۔ جبکہ مکتب صحابہ والے اپنی حدیث کی کتابوں کو قرآن کے بعد سب سے زیادہ سچ کتب کہتے ہیں ' جس کی مثال بخاری و مسلم ہے ۔ ان کو سچ کہنے کے باوجود جس میں آج بھی سینکڑوں جھوٹی احادیث موجود ہیں ' جس سے رشدی نے کتاب لکھی اور اس سے پہلے رنگیلا رسول جیسی کتابیں لکھی جا چکی ہیں ' اب یہی دیکھیے کہ اسماعیل بخاری نے چھ لاکھ حدیثوں میں سے 7275 حدیثیں جمع کیں یعنی 1.2125 فی صد اور باقی 99 % فی صد حدیثوں کو چھوڑ دیا یہ اسلام کا سرمایہ تھیں انہیں کیوں چھوڑا ' اب دو ہی باتیں ہو سکتی ہیں یا تو یہ جھوٹی تھیں یا یہ اہلبیت کی فضیلت میں تھیں جنہیں چھپانے کے لئے ایسا کیا گیا ۔ اگر جھوٹی تھیں تو 99 % فی صد جھوٹی حدیثیں کس نے داخل کر دیں ' حکومت کے لوگ اور مسلمان علماء کیا کر رہے تھے ' اور اگر فضیلت میں تھیں تو اس محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دشمنی کیوں ؟

واقعہ کربلا کا قرآنی ثبوت :-

اللہ تعالیٰ نے آخرت میں صرف عالمین علیہم اسلام کو ہی فضیلت دی ہے ' کسی بڑے سے بڑے نبی اور رسول کو بھی کوئی چھوٹے سے چھوٹا عہدہ بھی نہیں دیا ' کوئی خاتون جنت ہے تو کوئی ساقی کوثر ہے ' ہر ایک کو جنت امتحان اور قربانی کے بعد ہی ملی ہے ۔ خود امام حسینؑ کو بھی جنت کی سرداری ملی ہے **ذبح عظیم** کے بعد ہی ملی ' اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کا بھی امتحان لینے کے بعد ہی انہیں امام کا منصب بنایا تھا امتحان کے بارے میں سورۃ نمبر 37 والصفت 107 آیت میں اس واقعہ کا ذکر قرآن میں ان الفاظ میں ہے

" ان هذا لهو البلٰوء المبین ٭ وفدینه بذبح عظیم ٭ وترکنا علیه فی الاخرین ٭ " بے شک یہ بڑا سخت امتحان تھا اور ہم نے اس کا بدلہ ایک عظیم قربانی کو قرار دے دیا ہے اور اس کا تذکرہ آخری دور تک باقی رکھا ہے " اس دعوی کو سورۃ نمبر 15 الحجرات کی آیت نمبر 9 کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کریں کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحفظون ٭ ہم نے ہی ذکر نازل کیا ہے اور ہم ہی حفاظت کرنے والے ہیں امت میں اللہ نے الذکر کہا ہے قرآن نہیں کہا اب قرآن کی بلاغت دیکھیں کہ ابراہیمؑ اور اسماعیل بھی ذکر ، زبور ، توریت ، انجیل اور قرآن بھی ذکر ، اللہ کے آخری رسولؐ علیؑ فاطمہ حسنؑ اور حسینؑ بھی ذکر ، عیسیٰ اور حضرت مہدی علیہ السلام بھی ذکر یہی وہ اهل الذکر ہیں جن سے علم حاصل کرنے کو کہا جا رہا ہے کہ وما ارسلنا قبلک الا رجلا نوحی الیهم فسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون ٭ سورۃ نمبر 21 انبیاء آیت نمبر 7 ۔ جنہیں چھپانے کے لئے ان یہود نصاری سے علم حاصل کرنے کو کہا جا رہا ہے ۔ جنہیں قرآن نے ہمیشہ کے لئے مسلمانوں کا دشمن قرار دیا ہے ، اب جس ذکر کو ورفعنا لک ذکرک سے خود بلند کرنا چاہے ، قیامت تک نماز جیسی عبادت میں شامل کروا دے ۔ اسے کون بند کرا سکتا ہے ، ذبح عظیم کی امت میں بھی اللہ نے دونوں قربانی کی یاد کو قیامت تک باقی رکھنے کا وعدہ کیا ہے ، دونوں قربانی کی تاریخیں 10 تاریخ کو ہوئی تھی اسی لئے لوگ ہر سال دس تاریخ کو مناتے ہیں ۔

جس ذکر کو اللہ نے بلند کیا ہو اور آخر تک باقی رکھنے کا دعوی کیا ہو اسے مٹانے اور بند کرانے کی کوشش لوگ صدیوں سے کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ مجلس ماتم رونا بدعت ہے ، اگر زندہ یا مردہ پر رونا اللہ کو پسند نہ ہوتا

تو قرآن میں حضرت یعقوبؑ کا حضرت یوسفؑ پر رونے کا واقع بیان نہ ہوتا ، کیا اللہ کے رسولؐ قرآن کی مخالفت کرتے ہوئے رونے سے منع کر سکتے ہیں ، چونکہ مجلس وغیرہ سے یہ سارے واقعات سامنے آتے ہیں اس لئے واقعہ کربلا کو افسانہ کہتے ہیں ، اگر شیعوں نے امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا ہوتا تو یہ بھی مجلس نہ کرتے بلکہ بند کرانے پر زور دیتے ، پھر یہ بھی ذبح عظیم پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے اور کہتے کہ ذبح عظیم سے مراد بڑا عظیم دنبہ ہے جو جنت میں گھاس کھاتا تھا ،

اب ذبح عظیم کا مطلب یہ تو ہو نہیں سکتا کہ 20 کلو کے دنبہ کی جگہ 70 کلو کا جنتی دنبہ ہو گا ، بلکہ یہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیلؑ سے بھی بڑی ، ایک عظیم شخص کی قربانی ، جو ایک بہت ہی بڑے اور عظیم مقصد کے لئے ہو گی ۔ اب جو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت آدم سے پہلے خلق ہوا ہو گا ، جو ان سے افضل ہو گا ، امام کائنات ہو گا ، جس کی قربانی زیادہ بڑی اور عظیم ہو گی وہ ہی جنت میں سردار ہو گا ، اگر یہ عالمین میں سے نہ ہوتے اور امامت کا عہدہ نبوت اور رسالت سے بڑا نہ ہوتا تو حسین جنت کے سردار کیوں ہوتے ، کربلا میں عالمینؑ کے اس معصوم کی قربانی کی مثال پوری انسانی تاریخ میں نہیں ملتی یہ بہت ہی انوکھا واقعہ ہے کہ جو بھی میدان جنگ میں گیا شہید ہی ہوا خواہ چھ ماہ کا بچہ ہی کیوں نہ ہو ،

ہمیشہ جب جنگ ہوتی ہے تو لڑنے والے مردوں میں سے کچھ قتل ہوتے ہیں ، کچھ زخمی ہوتے ہیں اور کچھ قیدی ہوتے ہیں جب کہ کربلا میں ایسا نہیں ہوا بلکہ سارے شہید ہی ہوئے ۔ سورۃ نمبر 9 توبہ کی آیت نمبر 111 112 میں اللہ تعالی کی تصدیق ہے کہ " بے شک اللہ نے مومنینؑ کی جانوں اور مالوں کو جنت کے بدلے خرید لیا ہے یہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے

بھی قتل کرتے ہیں اور خود بھی قتل ہو جاتے ہیں ۔ غور کیجئے اللہ تعالیٰ کہہ رہا ہے کہ ان میں سے ایک بھی زندہ نہیں بچے گا ، اس نعمت کو پڑھ کر بھی مومن کہتے ہیں کہ یہ دو شہزادوں کی اقتدار کی جنگ تھی ، جبکہ اللہ کہہ رہا ہے کہ یہ لوگ اپنے اقتدار کے لئے نہیں صرف اللہ کی رضا کے لئے باطل سے لڑتے ہیں قتل کرتے ہیں اور خود بھی قتل ہو جاتے ہیں ۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے جس کا ذکر توریت و انجیل اور قرآن میں لکھ دیا گیا ہے اور اللہ سے بڑھ کر اپنے عہد کا پورا کرنے والا اور کون ہے پس تم اپنی تجارت سے جو تم نے اللہ سے کی ہے خوشیاں مناؤ یہی تو بڑی کامیابی ہے ۔ وہ لوگ توبہ کرنے والے ، عبادت کرنے والے ، اللہ کی حمد کرنے والے ، سفر کرنے والے ، رکوع کرنے والے ، سجدہ کرنے والے ، نیک کام کا حکم کرنے والے ، برے کام سے روکنے والے اور اللہ کی مقرر کی ہوئی حدود کی حفاظت کرنے والے ہیں ۔ اب قرآن کے عربی متن پر غور کریں کہ **السائحون** کہہ کر بتایا جا رہا ہے کہ یہ سفر کرنے والے ہیں ، اب آپ ہی بتائیں کہ مدینے سے مکہ پھر مکہ سے کربلا ۔ اتنا لمبا سفر امام حسینؑ کے علاوہ کس نے کیا ، اور لوگ **السائحون** کا ترجمہ کیوں نہیں کرتے ، کیا چھپانا چاہتے ہیں اور کیوں ؟

اب جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ سب یزید کے حکم سے نہیں ہوا تھا وہ صرف اتنا بتا دیں کہ کربلا میں رسولؐ کے گھرانے کے افراد کو شہید کرنے کے بعد رسولؐ کے گھرانے کی خواتین اور بچوں کو قیدی کی حیثیت سے گاؤں گاؤں شہر شہر پھرا کر ذلیل و رسوا کرتے ہوئے کربلا سے شام تک کیوں لے گئے تھے ، اس وقت شام میں کس کی حکومت تھی ، اب اگر یہ سب یزید کی مرضی سے نہیں ہوا تھا تو پھر یزید نے رسولؐ کے گھرانے کی عورتوں اور بچوں کو اپنے یہاں شام میں کیوں قید کیا ، آخر شام میں ان کی قبریں کیوں ہیں ، یہ عورتیں

وہاں کیسے پہنچیں ، اور یزید نے قاتلان حسینؑ کو سزا دینے کے بجائے انعام و اکرام سے کیوں نوازا ، کیا اس بات سے کوئی انکار کر سکتا کہ رسولؐ کے گھرانے پر ظلم نہیں ہوا ، اور کیا ظالمین کے لئے قرآن کا حکم نہیں ہے کہ " **لعنة الله على الظالمين** " اور کیا آل عمران کی آیت 86 میں قرآن **والله لا يهدي القوم الظالمين** کہہ کر تصدیق نہیں کر رہا کہ اللہ ظالم قوم کی ہدایت نہیں کرتا ، قرآن تو یہ کہے اور آپ قرآن کی مخالفت میں قوم بنو امیہ کے ظلم کرنے والوں کو دعا دیں اور **رحمت الله عليه** کہیں اور اس ظلم کی پردہ پوشی کریں ۔ اور پھر اس پر سے قرآن اور سنت رسولؐ پر چلنے کا دعوی بھی کریں ، اور کہیں ہم بھی علیؑ فاطمہ حسنؑ اور حسینؑ کو ماننے ہیں ،,,,,,,,,

ان شواہد کی روشنی میں رسولؐ و آل رسولؐ سے دشمنی میں لوگ واقعہ کربلا کو افسانہ کہتے ہیں ان سے صرف دو سوال کہ حق و باطل کا فیصلہ وہ خود ہی کر لیں ، منافق سے نہیں ، اب کسی بھی فرقے کے مسلمان سے پوچھیں کہ آخرت میں حسینؑ کے ساتھ رہنا پسند کرو گے تو وہ کہے گا کہ ہاں ۔ مگر اب یزید کے ماننے والوں سے پوچھیں کہ آخرت میں یزید کے ساتھ رہنا پسند کرو گے تو وہ کہیں گے کہ نہیں ۔ یزید کو جنتی کہنے والوں سے پوچھیں کہ جب جنت کا سردار اپنے اور اپنے آباؤ اجداد کے دشمنوں کو جنت میں داخل ہونے دے گا تب ہی تو یزید جنتی ہوگا ، جب اس دنیا میں حق اور باطل دشمن ہیں تو آخرت میں کیونکر دوست ہو سکتے ہیں ، اے کاش لوگوں کا حشر آخرت میں یزید کے ساتھ نہ ہو بلکہ حسینؑ کے ساتھ ہو اس بات کا تعلق لوگوں کے عمل پر ہے کہ مطلب کس سے **تولی** کرتے ہیں اور کس سے **تبرا** دونوں سے محبت منافقت ہے جس کی سزا جہنم ہے ۔

تولیٰ و تبرا کیا ہے

تولیٰ کا مفہوم محبت کے ساتھ اطاعت ہے اور تبرا کا مفہوم بیزاری کے ساتھ لاتعلقی ہے۔ اگر کسی شخص کا عقیدہ یہ ہے کہ ہم اللہ کی اطاعت کریں گے مگر شیطان کو برا نہیں کہیں گے، کیونکہ یہ اللہ اور شیطان دو بڑوں کا معاملہ ہے اور اس کے بارے میں ہم سے نہیں پوچھا جائے گا کہ شیطان نے نافرمانی کی تھی یا اجتہاد میں خطا کی تھی، ایک اجر شیطان کو بھی ملے گا یا نہیں ملے گا، ہمیں ان جھگڑوں میں نہیں پڑنا چاہئے۔ ورنہ ہم گمراہ ہو جائیں گے تو وہ شخص جہنم کا مستحق ہوگا کیونکہ اس نے حق اور باطل کو ملا دیا۔ دیکھئے سورہ بقرہ آیت نمبر 42 کا ترجمہ۔ "حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ اور جو حق بات ہے اسے نہ چھپاؤ حالانکہ تم جانتے ہو۔" حق کو باطل سے جدا کرنے کے لئے ہی ہم سب **اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم** پڑھتے ہیں اگر شیطان پر یا شیطان صفت لوگوں پر تبرا اور لعنت کرنا بری بات ہے تو کیوں پڑھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان پر تولیٰ، تبرا اور لعنت فرض کیا ہے۔ آپ حق سے تولیٰ کریں گے اور باطل سے تبرا کریں گے۔ ہر مسلمان دن میں پانچ نمازوں میں سترہ بار سورہ الحمد پڑھتا ہے۔ **صراط الذین انعمت علیہم** یہ تولیٰ ہے اور **غیر المغضوب علیہم ولا الضالین** یہ تبرا ہے اس قرآنی حکم کی موجودگی میں اب کوئی بھی مسلمان تولیٰ اور تبرا سے انکار نہیں کر سکتا۔ تبرا اور لعنت کا مطلب کسی کو گالی دینا نہیں ہے اگر گالی ہوتا تو قرآن میں جگہ جگہ نہ ہوتا، تولیٰ اور تبرا کے بغیر نماز ہی نہیں ہو سکتی کیونکہ سورۃ الحمد نماز میں فرض ہے۔

ایک عام انسان جس کے اثرات عوام پر نہ پڑتے ہوں اس کی برائی غیبت ہے، مگر عام مشہور اور معروف افراد کی غلط حرکتوں کو بیان

کرنا غیبت نہیں بلکہ ضروری ہے کیونکہ بڑے لوگوں کے عمل کو مثال بنا کر اور ان کے نقش قدم پر چل کر بہت سے لوگ گمراہ بھی ہو سکتے ہیں۔ اگر مشہور لوگوں کی برائی بیان کرنا مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا ہے تو پھر آپ لوگ **اعوذ باللہ من الشیطان اللعین الرجیم** پڑھ کر شیطان کی غیبت کیوں کرتے ہیں، اگر ایسوں کی برائی غیبت ہوتی تو خود اللہ تعالیٰ قرآن میں کبھی بھی عاد، ثمود، فرعون، ہامان، قارون، ابی لہب اور اس کی بیوی کے علاوہ حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ کی بیویوں کی برائیاں بیان نہ کرتا، اور نہ ہی رسولؐ کے پیچھے سے نماز توڑ کر بھاگنے والوں کا حال بیان کرتا۔

آپ نماز میں کھڑے ہوئے کوئی قرآنی سورہ پڑھ رہے ہوں تو اسے حالت قیام کہتے ہیں سورہ جمعہ کی آخری آیت میں اللہ تعالیٰ نے کہا ہے **ترکوک قائما** قیام ترک کر دیا یعنی نماز ادھوری چھوڑ دی۔ قرآن یہ کہے اور لوگ غلط ترجمہ کر کے اس پر پردہ ڈالنے کی کوشش کریں کوئی ترجمہ کرے کہ خطبہ میں کھڑا چھوڑ گئے اور کوئی ترجمہ کرے کہ رسول کو کھڑا چھوڑ گئے، جبکہ جمعہ کی دو رکعت نماز میں پانچ منٹ بھی نہیں لگتے۔ رسول کے پیچھے سے نماز ادھوری چھوڑ کر صحابہ ہی تو بھاگے جن کو قرآن غلط کہے کیا آپ قرآن کی مخالفت میں ان کو سچا کہیں گے، آپ اپنے دل میں انصاف سے سوچئے آپ نے کیا کیا نماز جمعہ میں پڑھنے کی جو سورہ جمعہ کے نام سے قرآن میں ہے اسے نماز جمعہ میں اکثریت نے پڑھنا ہی چھوڑ دیا۔ قرآن بے مقصد قصہ کہانی کی کتاب نہیں ہے اس میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں، قرآن بہت ہی اہم مقصد کے تحت لوگوں کا کردار بتا کر ہمیں ہوشیار کر رہا ہے کہ دھوکہ نہ کھانا صحابہ میں چند قسم کے لوگ تھے۔

(1) مومن۔ جن کا ذکر قرآن نے اچھے الفاظ میں کیا ہے۔ اللہ اور رسولؐ کی

ہمیشہ اطاعت کرنے والے۔ ہر مسلمان کے لئے قابل احترام صحابہ رضوان **اللہ تعالیٰ علیہم۔**

(2) کافر ۔ جس کا ثبوت سورۃ نمبر 12 یوسف کی آیت نمبر 39 اور 41 سے ملتا ہے۔ قرآن نے حضرت یوسفؑ کے ساتھ قیدخانہ میں دو کافر قیدیوں کو یا **صاحبی السجن** کہا ہے۔

(3) منافق ۔ جو کبھی ایمان لائے ہی نہیں صرف زبانی ایمان کا دعویٰ ہی کرتے رہے۔ جن کا ذکر قرآن میں جگہ جگہ موجود ہے۔

(4) مرتد ۔ جو ایمان لانے کے بعد کافر ہوگئے تھے جن کے بارے میں قرآن نے **کفرو بعد ایمانھم** کا جملہ استعمال کیا ہے۔ اب صحابہ کی یہ چاروں اقسام نہ عادل ہو سکتی ہے اور نہ ہی ستاروں کی مانند اب اگر مومن صحابہؓ کی تعریف یہ کرتے ہیں کہ جو ایمان کے ساتھ رسولؐ کے ساتھ رہا ہو اور پھر پوری زندگی اللہ رسولؐ اور قرآن کی نافرمانی کبھی نہ کی ہو اور نہ ہی کسی جہاد سے بھاگا ہو۔ وہی مومن صحابہؓ ہے۔ اور سب کے لئے قابل احترام ہے تو یہ اسی وقت ممکن ہے جب آپ جرح و تنقید اور تاریخ سے چاروں اقسام کے صحابہ کا کردار دیکھیں۔

قرآن حدیث اور تاریخ سے ہی ہمیں معلوم ہوا ہے کہ کس سے تولیٰ یا تبرا کرنا ہے جب ہم تولیٰ کرتے ہوئے **صراط الذین انعمت علیہم** کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے **محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم** کے نقش قدم پر چلنے کی دعا کرتے ہیں۔ اب رسولؐ و آل رسولؐ نے جس جس سے جنگ کی ہے یا جن لوگوں نے ان کی مدد نہیں کی انہیں جہاد میں چھوڑ چھوڑ کر بھاگتے رہے ہیں ان سبھوں سے تبرا اور دوری اختیار کرنی ہے کیونکہ قرآن کا یہ حکم ہے ۔ ۔ ۔

اے ایمان والو جب میدان جنگ میں تمہارا مقابلہ کفار سے ہو تو خبردار ان کی طرف پیٹھ نہ پھیرنا [illegible] شخص کے جو جنگی چال کے واسطے پیٹھ پھیرے یا کسی دوسری فوج سے جا ملنے کے لئے ایسا کرے۔ جو کوئی پیٹھ پھیرے گا وہ اللہ کے غضب میں [illegible] اس کا ٹھکانا جہنم میں ہوگا وہ کیسا برا ٹھکانا ہے۔ [illegible] میدان جنگ میں چھوڑ کر بھاگتے رہے ہیں ان [illegible] سے بھی [illegible] ہے کیونکہ ان پر اللہ تعالیٰ غضب ناک ہوگا وہ **غیر المغضوب علیہم ولاالضالین** کی آیت میں آئیں گے جیسے سورۃ [illegible] الانفال آیت [illegible]

ایمان کے لئے پانچ باتیں ضروری ہیں۔ اللہ، ملائکہ، کتب، رسول و آخرت۔ اس پر جس کا بھی ایمان ہوگا وہ رسولؐ اللہ کی جان کو خطرہ میں چھوڑ کر [illegible] میدان جنگ سے [illegible] ایمان [illegible] بھی تھا جب ہی تو وہ بھاگا اب جو بھی رسولؐ [illegible] بھاگے [illegible] حضرت علی [illegible] سے بھی ثابت ہوتی ہے کہ جب اللہ کے رسولؐ نے حضرت علیؑ سے پوچھا کہ تم کیوں نہیں بھاگے تو [illegible] لوگوں نے اسلام اور مسلمانوں [illegible] ہم کافروں پر حملہ اور جہاد کیسے ہو سکتے ہیں۔ اگر آپ جہاد سے بار بار بھاگنے والوں کے نام جاننا چاہتے ہیں تو ایضاح المبین جلد اول صفحہ نمبر 444 سے 480 تک پڑھیں۔

جنگ احد اور جنگ خیبر سے بھاگنے ہی کی وجہ سے اللہ اور اس کے رسولؐ نے لوگوں سے اس بات پر بیعت لی تھی کہ وہ آئندہ رسولؐ اللہ کو

[illegible] چھوڑ کر سب بھاگیں گے۔ کیا جنگ کسی [illegible]

[illegible] جنگ سے نہ بھاگنے کا عہد کیا [illegible]

[illegible] وقت [illegible] جنگ میں اکیلا چھوڑ کر بھاگ [illegible]

[illegible] اس بات کا قرآنی ثبوت ہے۔ [illegible]

[illegible] جنگ میں چھوڑ کر بھاگ گئی ہے۔ جیسے سورۃ نمبر 3

[illegible] آیت نمبر 156 [illegible] جب تم پہاڑ پر چڑھے چلے جا رہے تھے اور

[illegible]

[illegible] توبہ کر لی تھی جب ہی ان

[illegible] معاف [illegible] ہو جانے کے بعد جو ایمان

[illegible] بیعت رضوان کے بعد پیچھے بعد بھی

[illegible] جنگ میں چھوڑ کر بھاگے

[illegible]

[illegible] رسول کو حزن ملال بھی نہیں تھا جو رسول وہ بھی نہیں رہا تھا جو

[illegible] نہیں تھا جیسے اللہ کے وعدے پر شک بھی نہیں تھا

[illegible] کہا ہے جو اطمینان اور یقین سے، یقین والا رہا تھا

[illegible] اگر یقین نہ ہو تو سورۃ نمبر 9 توبہ کی آیت نمبر

49 میں **لاتحزن ان الله معنا فانزل الله سكينته عليه** دیکھ لیں۔

اللہ نے آخری جنگ حنین میں کسی بھاگنے والے کو معاف نہیں کیا۔ جو رسول کو چھوڑ کر نہیں بھاگے وہی مومنین تھے اور اللہ نے رسول کے ساتھ انہیں مومنین پر **سکینته** نازل فرمایا ہے۔ جو بھاگے وہ اللہ کے نزدیک دوبارہ کافر ہو گئے۔ اب جو بھی دو بار جنگ سے بھاگا قرآن کے مطابق پھر وہ تیسری بار کبھی بھی ایمان نہیں لایا دیکھئے سورۃ نمبر 4 نساء آیت نمبر 137

ان الذين آمنوا ثم كفروا ثم آمنوا ثم كفروا ثم ازدادوا كفرا لم يكن الله ليغفر لهم ولا ليهديهم سبيلا [illegible] تصدیق کر رہا ہے کہ جو لوگ ایمان لائے پھر اس کے بعد کافر ہو گئے پھر ایمان لائے پھر اس کے بعد کافر ہو گئے اور کفر میں بڑھتے ہی چلے گئے تو اللہ [illegible] بخشنے والا نہیں اور نہ ان کو راہ حق کی طرف ہدایت کرنے والا ہے۔

اکثریت تو کبھی بھی اچھے لوگوں کی نہیں رہی [illegible] ثبوت قرآن [illegible] اللہ کے وحی سے ہوتا ہے کہ **اکثر هم لا يعقلون** [illegible] **اکثر هم فاسقون + اکثر هم يجهلون + اکثر هم الكافرون اکثر هم كاذبون** + [illegible] **رضی الله تعالیٰ عنه** سے مراد یہ لیتے ہیں کہ اللہ سب سے راضی ہو گیا تھا وہ غلطی [illegible] کہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے **من المهاجرين والانصار** [illegible] استعمال کر کے تصدیق کر دی ہے کہ مہاجرین اور انصار میں سے [illegible] راضی ہوا سب سے نہیں اور یہ تھوڑا ایک فی صدی سے لے کر 15 تک [illegible] دیکھئے سورۃ نمبر 9 توبہ کی آیت نمبر 100 [illegible] لوگوں کی اکثریت کے [illegible] ثبوت قرآن [illegible]

بلکہ اپنی طرف سے یہ کہیں کہ انہوں نے توبہ کر لی تھی اور اللہ تعالیٰ پر بہتان لگائیں کہ اس نے انہیں معاف کر دیا تھا۔ اور جب کوئی جواب نہ بن پڑے تو مجبوراً کہیں کہ یہ بات منافقین کے لئے ہے۔

منافق تو کبھی ایمان ہی نہیں لائے جبکہ سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 86 سے 91 میں اللہ تعالیٰ خود تصدیق کر رہا ہے کہ اللہ ایسے لوگوں کو کیونکر ہدایت دے گا جو ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے اور اس کی گواہی دی کہ بیشک رسول برحق ہیں اور ان کے پاس قدرت کی نشانیاں بھی آ چکیں اللہ ظالم قوم کی ہدایت نہیں کرتا۔ ایسے لوگوں کی سزا یہ ہے کہ ان پر اللہ ملائکہ اور سب لوگوں کی لعنت ہوتی ہے وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے اور ان پر عذاب میں کمی نہ ہوگی اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی مگر جو لوگ اس کے بعد توبہ کر لیں گے اور اپنی حالت درست کر لیں گے تو بے شک اللہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے جو لوگ ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے پھر کفر میں بڑھتے رہے تو ان کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی اور یہی لوگ گمراہ ہیں۔ جو لوگ کافر ہوئے اور وہ اسی حالت میں مر گئے تو اگر وہ اپنی مخلصی کے لئے اتنا سونا بھی دیں کہ زمین بھر جائے تب بھی یہ بدلہ ان سے قبول نہ کیا جائے گا انہیں کے لئے دردناک عذاب ہے اور ان کا کوئی ناصر و مددگار نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے آیت میں **کفرو بعد ایمانھم** کہا ہے۔ یعنی ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے اور ایسے لوگوں پر لعنت کرنے کا حکم ہر انسان کو دیا ہے **اولئک جزاء ھم ان علیھم لعنت اللہ وملائکتہ والناس اجمعین** ان کی جزا یہ ہے کہ ان پر اللہ کی فرشتوں کی اور سارے انسانوں کی لعنت ہوتی ہے۔ از روئے قرآن لعنت کرنا فرض ہے۔ اب ہر انسان لعنت کرے۔ مجبوراً اب جو انکار کرے گا اور

ایمان لانے کے بعد کافر ہو جانے والوں پر لعنت نہیں کرے گا وہ اللہ کا باغی ہو گا۔ کیونکہ جن لوگوں پر خود اللہ تعالیٰ لعنت کرے فرشتوں سے لعنت کروائے اور **والناس اجمعین** کہہ کر سارے انسانوں کو بھی لعنت کرنے کا حکم دے۔ ان پر لوگ لعنت کرنے کی بجائے **واصحاب اجمعین** کہہ کر قرآن کی مخالفت کرتے ہوئے چاروں قسم کے صحابہ پر درود بھیجیں تاکہ لوگ لعنت نہ کر سکیں۔ ان لوگوں کو بچانے کی ہمیشہ کوشش کی گئی ہے دین ابراہیمی کی اصطلاح بھی ایک کوشش ہے۔ جب آپ مولویوں سے پوچھتے ہیں کہ اعلان نبوت سے پہلے ان لوگوں کا ایمان کیا تھا کیا یہ مشرک تھے یا عیسائی تھے۔ ان پیچیدہ سوالات سے بچنے کے لئے مولوی حضرات نے دین ابراہیمی کی اصطلاح ایجاد کی ہے کہ یہ لوگ [illegible] بھی نہیں تھے اور [illegible] بھی نہیں تھے بلکہ دین ابراہیمی پر تھے۔

اپنے وقت کے نبی کو اگر کوئی نہ مانے تو وہ کافر ہی ہے جیسے یہودی صرف [illegible] کافر اور عیسائی صرف [illegible] اور کوئی شخص اس وقت عیسائی نہیں تھا تو حضرت [illegible] سے لے کر حضرت عیسیٰ تک درمیان میں اتنے بہت سارے نبی اور رسولوں کا [illegible] دین پر کیسے رہ سکتا ہے۔ اور بالایمان کیسے کہلا سکتا ہے۔ [illegible] اللہ کے اعلان نبوت سے پہلے تک ہر انسان کا فرض تھا کہ وہ صاحب کتاب حضرت عیسیٰ پر ایمان لائے جو نبی اور رسول دونوں تھے۔ لوگوں کے کردار پر پردہ ڈالنے میں ملاؤں کے بعد تبرا اور لعنت کے قرآنی حکم کو ختم کرنے کے لئے ہی [illegible] صحابہ [illegible] کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے تاکہ قرآن کے حکم کے مطابق تبرا اور لعنت نہ کی جا سکے اب جو مسلمان ہوگا وہ قرآن کی مخالفت نہیں کرے گا۔

قرآن، حدیث، رسول اور تاریخ سے ہم تک جو کچھ پہنچا ہے اس کے تحت اور اس دور کے لوگوں کے کردار اور عمل کے تحت ہی ہم کسی سے نفرت یا محبت کرتے ہیں۔ اللہ، رسول اور اہل رسول کا دوست ہمارا دوست ہے۔ اللہ رسول اور اہل رسول کا دشمن ہمارا دشمن ہے۔ ہماری کسی سے ذاتی دشمنی نہیں ہے۔ ہم تولی یا تبرا اللہ رسول اور قرآن کے حکم کے تحت کرتے ہیں۔ مثلاً ابو سفیان کی بیٹی نے رسول کے بستر پر اپنے باپ ابو سفیان کو نجس کہہ کر نہیں بیٹھنے دیا تھا اسی سے شیعہ ابو سفیان کی بیٹی ام المومنین حضرت ام حبیبہ کا بہت احترام کرتے ہیں۔ محمد بن ابو بکر اور ان کی والدہ نے ہمیشہ اہلبیت رسول کا ساتھ دیا جسکی وجہ سے ہم ان سے محبت کرتے ہیں۔ شیعہ یزید کے نام کو بھی سے نفرت سے ہی برا سمجھتے ہیں مگر یزید کے بیٹے معاویہ بن یزید کا بہت احترام کرتے ہیں کیونکہ اس نے واقعہ کربلا کے بعد یہ کہہ کر حکومت لینے سے انکار کر دیا تھا کہ حکومت کا حق صرف آل رسول کا ہے ہمارے بزرگوں نے یہ حق ان سے چھین کر ظلم کیا تھا میں حکومت لے کر اس ظلم میں شریک نہیں ہو سکتا۔ شیعہ بنی امیہ کو ان کے کردار کی وجہ سے برا کہتے ہیں مگر عمر بن عبدالعزیز کا احترام کرتے ہیں کیونکہ مساجد کے منبروں سے حضرت علی کی توہین کا جو سلسلہ معاویہ بن ابو سفیان نے ساٹھ سال پہلے شروع کروایا تھا عمر بن عبدالعزیز نے اسے اپنے دور میں بند کروایا تھا اور **فدک** اولاد فاطمہ کو واپس کروایا تھا۔ دیکھئے مقدمہ فتح اسلام المبین جلد دوم۔

لوگوں کا کردار، قرآن، حدیث اور تاریخ سے ہی معلوم ہوتا ہے قرآن کے حکم کے تحت ہی تولی تبرا اور لعنت کرنے پر ہر مسلمان مجبور ہے کوئی بھی غیر مسلم تبرا کے بغیر مسلمان ہی نہیں ہو سکتا تبرا اسلام میں داخلہ کا دروازہ

ہے ہر غیر مسلم **لا اله الا الله** کا کلمہ پڑھ کر ہی مسلمان ہوتا ہے یعنی وہ باطل سے تبرا کرتا ہے پھر اللہ اور رسول سے تولی کرتے ہوئے پہلی شہادت دیتا ہے جب ہی تو کہتا ہے کہ **اشهد ان لا اله الله وحده لا شريك له** پھر دوسری شہادت **واشهدان محمدا عبده و رسوله** کہہ کر دیتا ہے۔ تیسری شہادت لازمی ہے کیونکہ قرآن میں سورہ نمبر 70 المعارج آیت نمبر 33 میں ہے کہ "**والذين هم بشهاداتهم قائمون**" یعنی گواہی کے وقت وہ تین شہادات دیتے ہیں۔ عربی میں ایک کو شہادت کہتے ہیں دو کو شہادتین کہتے ہیں اور تین کو شہادات کہتے ہیں۔ اب لوگ یہ اپنے مولویوں سے پوچھیں کہ کہیں تیسری شہادت **اشهد ان علياً ولي الله وصي رسول الله و خليفة بلا فصل** تو نہیں ہے کیونکہ قرآن میں **بشهاداتهم** کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اگر یہ نہیں ہے تو پھر بتائیں کہ تیسری شہادت کونسی ہے۔ تولی تبرا اور تیسری شہادت پر قائم ہوئے بغیر لوگوں کا ایمان ادھورا یا نامکمل رہتا ہے۔

جنگ صفین حضرت علی علیہ السلام اور ابن ابو سفیان میں ہوئی اگر آپ اس وقت موجود ہوتے تو سورۃ نمبر 49 الحجرات آیت نمبر 9 کے قرآنی حکم کے مطابق ان دونوں میں صلح کراتے۔ صلح کرانے میں ناکامی کے بعد جو بھی زیادتی پر ہوتا اس کے خلاف لڑتے اب غیر جانبدار تو رہ ہی نہیں سکتے تھے۔ آج بھی یہ دونوں نام اور قرآنی حکم موجود ہے اب حضرت علی علیہ السلام اور معاویہ بن ابو سفیان میں سے لازمی کسی ایک سے تولی کریں گے اور دوسرے سے تبرا دونوں سے محبت منافقت ہے جس کی سزا جہنم ہے۔ سورۃ نمبر 58 المجادلہ آیت نمبر 22 میں اللہ تعالیٰ ہر انسان کو حکم دے رہا ہے کہ

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں ان کو ایسے لوگوں کا دوست نہ پاؤ گے جو اللہ اور اس کے رسول کے مخالف ہوں چاہے ان کے باپ دادا، بیٹے، پوتے، بھائی اور باہم قبیلے والے ہی کیوں نہ ہوں۔"

ایک اجر اور دو اجر کا چکر

مولوی صاحبان سے جب پوچھا جاتا ہے کہ رسولؐ کے انتقال کے بعد مسلمانوں کے دو گروہوں میں آپس میں جو جنگیں ہوئیں ان میں حق پر کون تھا اور باطل پر کون تھا۔ مولوی صاحبان اس وقت کہتے ہیں کہ حضرت علی نے صحیح اجتہاد کیا تھا جسے انہیں دو اجر ملیں گے اور دوسروں نے اجتہاد میں غلطی کی تھی اس لئے انہیں ایک ایک اجر ملے گا تو بھائی پھر مولوی یہ کیوں نہیں کہتے کہ تخلیق آدم کے وقت شیطان نے بھی اجتہاد میں غلطی کی تھی اس لئے ایک اجر اسے بھی ملنا چاہیے۔ اس وقت وہ بھی مولویوں سے زیادہ سارے علوم میں مہارت رکھتا تھا مولویوں سے زیادہ متقی اور پرہیزگار تھا جب ہی تو ملائکہ کے درمیان میں تھا جیسے وہاں اللہ کا حکم نہ مان کر شیطان نے آدم اور حوا کی جنت برباد کی تھی ویسے ہی یہاں لوگ قرآن کا حکم نہ مان کر آدم زادوں کا گھر برباد کر رہے ہیں۔

طلاق

طلاق کے نام پر مولویوں نے لوگوں کو تباہ کیا ہوا ہے کسی کو تباہ ہونے سے بچانا بہت ہی نیکی ہے۔ طلاق کے طریقہ کا واضح ثبوت ہمیں قرآن سے ملتا ہے۔ جب آپ پہلے نمبر پر سورۃ نمبر 4 نساء کی آیت نمبر 35 دوسرے نمبر پر سورۃ نمبر 65 طلاق کی آیت نمبر 1 اور 2 اور تیسرے نمبر پر سورۃ نمبر 2 بقرہ کی آیت نمبر 229 ، 230 اور 231 کے حکم پر غور و فکر کریں گے تو طلاق کا قرآنی طریقہ آپ کی سمجھ میں خود ہی آجائے گا۔

(1) ترجمہ: اگر تمہیں میاں بیوی کے درمیان نا اتفاقی کا قوی اندیشہ ہو تو ایک ثالث مرد کے کنبہ سے اور ایک عورت کے کنبہ سے اگر یہ دونوں ثالث میل کرانا چاہیں تو اللہ ان کے درمیان میل کرانے کا اچھا بندوبست کر دے گا۔" (سورۃ نساء آیت نمبر 35)

(2) ترجمہ: اپنے لوگوں میں سے دو عادل لوگوں کو گواہ قرار دے لو اور گواہو تم اللہ کے واسطے ٹھیک ٹھیک گواہی دینا (طلاق کی آیت 2)

(3) ترجمہ: طلاق دو ہی مرتبہ ہے اس کے بعد یا تو شریعت کے مطابق روک لو یا تیسری دفعہ باحسن سلوک بالکل رخصت کر دو۔" (بقرۃ کی آیت 229)

پہلی آیت میں اس تعلق کی بات کی گئی ہے کہ اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو جائے کہ نباہ مشکل ہے تو سب سے پہلے ایک بزرگ شوہر کے خاندان کا اور ایک بزرگ بیوی کے خاندان کا بیچ [illegible] عورت اور مرد کے اختلافات بیان کئے جائیں۔ یہ دونوں بزرگ دونوں کی باتوں کو سن کر جو زیادتی پر ہوگا اسے سمجھانے کی کوشش کریں گے۔ جیسے وضو کے بغیر نماز نہیں ہو سکتی اسی طرح مصالحت کی اس کوشش کے بغیر طلاق بھی نہیں ہو سکتی۔ صلح صفائی کی اس کوشش [illegible] لازمی دو گواہوں کی موجودگی میں [illegible] کے دین میں اور دنیاوی عدالتوں میں ہر جگہ [illegible] جب آپ کسی شرابی، زانی یا چور کو بغیر گواہ کے سزا نہیں دے سکتے تو پھر آپ بغیر گواہ کے طلاق کیسے دے سکتے ہیں [illegible] مقرر کرنے کا قرآنی حد بھی موجود ہے یہ قرآن کی مخالفت نہیں تو اور کیا ہے سارے فرقے اس بات پر متفق ہیں کہ کوئی بھی حدیث یا روایت جو قرآن کے خلاف ہوگی وہ جھوٹی مانی جائے گی چاہے وہ کسی بھی فرقے کی ہو۔ اگر ہر فرقے کا

ہر شخص ہر حدیث اور ہر روایت کو اپنا دینی فریضہ سمجھ کر قرآن کی روشنی میں پرکھنا شروع کر دے تو پھر اسلام سے ملاوٹ ختم ہو جائے گی۔

نکاح تو عورت اور مرد کے درمیان ایک طرح کا معاہدہ ہے۔ جب ہر قسم کے معاہدے کے وقت گواہ ہوتے ہیں تو معاہدہ توڑتے وقت گواہ کیوں نہیں ہوں گے جبکہ یہ تو معاہدہ کا قرآنی حکم بھی ہو۔ نکاح ہوتا ہو جیسے اور سنتے ہیں تو دونوں طرف میں گھر والے معتبر کے ہوتے گواہی دیا کرتے ہیں۔ مصالحت کی کوشش میں ناکامی کے بعد قرآنی طلاق کے وقت طلاق دینے والے اور سننے والے خواہ ہر دوں قرابتی کیوں نہ ہوں سوائے دو گواہوں کے بغیر طلاق نہیں ہوگی۔ قرآنی طلاق کے وقت آپ نے دس بار سوچا ہو یا طلاق کا لفظ زبان سے ادا کیا ہو ایک ہی طلاق مانی جائے گی۔ یہی بات بقرہ کی آیت نمبر [illegible] میں ہے کہ طلاق دو ہی بار ہے یعنی صرف الگ الگ وقت میں الگ الگ ہی طلاق دی جائے گی تین طلاق ایک ساتھ ہو ہی نہیں سکتی۔ اس کا ثبوت ہمیں قرآن سے ملتا ہے دیکھیے سورۃ بقرہ کی آیت نمبر 231 کا ترجمہ۔ اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور ان کی عدت پوری ہونے کو آئے تو یا تو بھلائی کے ساتھ روک لو یا حسن سلوک سے رخصت کر دو۔ اور سورۃ طلاق کی آیت نمبر 1 کا ترجمہ۔ تو نہیں جانتا کہ شاید اللہ اس کے بعد کوئی بات پیدا کرے۔ جب یہ اپنی عدت پوری کرنے کے قریب پہنچیں تو یا تو انہیں بھلائی کے ساتھ روک لو یا بھلائی کے ساتھ جدا کر دو۔ اور تین طلاق ایک ساتھ ہو سکتی تو پھر روکنے کا حکم ہی بے معنی ہو جاتا۔ امت یہ کہے اور آپ ایک ہی وقت میں تین طلاق ایک ساتھ ہونے کا فتویٰ دے کر اللہ کی طرف سے کسی بہتری کے امکان ہی کو ہمیشہ کے لئے مکمل طور پر ختم کر دیں۔

طلاق یا خلع کا مطلب ایک دوسرے سے جدائی کے ہیں خلع ظالم شوہر سے بیوی کو چھٹکارہ دلاتی ہے اور طلاق بدمزاج جھگڑالو بیوی سے شوہر کو نجات دلاتی ہے جب ایک ایک کر کے دو بار طلاق ہوتی تو رجوع کر سکتے ہیں تیسری طلاق کے بعد سورۃ بقرہ آیت 230 کے تحت بیوی حرام ہو جائے گی۔ حرام ہونے کی مصلحت یہ ہے کہ جب عورت کی بدمزاجی اور جھگڑوں کی وجہ سے دوسرے شوہر سے بھی صلح صفائی کی کوشش میں ناکامی کے بعد دو گواہوں کی موجودگی میں ایک ایک کر کے تین بار الگ الگ طلاق ہوگی تو سارے خاندان کا دباؤ عورت پر اور اس کے گھر والوں پر پڑے گا تب ہی عورت اپنی اصلاح کرے گی اور پہلے شوہر سے دوبارہ نکاح کے بعد اپنا گھر بسانے کی کوشش کرے گی یہ اسی وقت ممکن ہے جب وہ دوسرے شوہر کے پاس وقت گزارے۔ عورت مرغی یا بکری تو نہیں جسے حلالہ کیا جائے حلالہ تو مولویوں کی اپنی ایجاد کردہ ایک اصطلاح ہے۔ اللہ کے رسول نے حلالہ کرنے اور کروانے والے پر لعنت کی ہے۔ پہلی دوسری اور تیسری طلاق کے بعد عورت عدت پوری کر کے کسی بھی شخص سے طلاق دینے کے ارادہ کے بغیر مستقل گھر بسانے کی نیت سے شادی کر سکتی ہے۔ اور دوسرا شوہر بھی بغیر کسی معقول وجہ کے طلاق نہیں دے سکتا اگر دے گا تو گنہگار ہوگا کیونکہ طلاق کو اللہ تعالیٰ سخت ناپسند کرتا ہے۔

آپ یہ کیوں نہیں سوچتے کہ جیسے نکاح نکاح نکاح کہنے سے نکاح نہیں ہوتا اسی طرح طلاق طلاق طلاق کہنے سے طلاق بھی نہیں ہوتی۔ جو طریقہ نکاح کا ہے بالکل وہی طریقہ طلاق کا بھی ہے۔ جب تک طلاق کا قرآنی طریقہ اختیار نہیں کریں گے آپ کی بات پاگل پن میں بکواس سمجھی جائے گی اب آپ ہی بتائیں عورت مرد بچے خاندان سب ہی محفوظ ہوں گے کہ نہیں اور پھر یہ بھی تو

سوچیے کہ شریعت اسلامی میں کوئی بھی گناہ یا غلطی ایسی نہیں ہے جس کی توبہ نہ ہو تو پھر طلاق کی توبہ کیوں نہیں ہے جب کہ علماء تو خود ہی کہتے ہیں اور یہ توبہ کے دروازے بند کرنا تو اللہ کے حکم کے خلاف ہے اور یہ کیسے ممکن ہے کہ جو اللہ طلاق کو ناپسند کرتا ہے وہ اپنی بھیجی ہوئی شریعت میں طلاق دینے کے طریقے کو اتنا زیادہ آسان کر دے کہ ذرا ذرا سی معمولی باتوں پر طلاق ہو جایا کرے اور لوگ برباد ہو جائیں۔ مثلاً اگر تو نے میری ماں سے جھگڑا کیا یا میری اجازت کے بغیر میکے گئی تو تین طلاق وغیرہ وغیرہ۔ یہ بات تو رحمٰن رحیم کریم اور تواب کی صفت کے خلاف ہے۔

چونکہ اللہ تعالیٰ فساد کو، تفرقہ کو اور طلاق کو ناپسند کرتا ہے اس لیے طلاق دینے کے طریقے کو اتنا زیادہ مشکل بنا دیا ہے کہ جب تک آپ پہلی مدت کے تحت صلح صفائی کی لازمی کوشش نہیں کریں گے دوسری اور پھر تیسری مدت کے تحت طلاق دے ہی نہیں سکتے اس طریقہ کار سے طلاق کبھی کبھی، بہت ہی زیادہ مشکل سے ہوگی۔ اس طویل ترین اور مشکل ترین عمل تک کسی کا بھی غصہ برقرار نہیں رہ سکتا اسی لیے غصہ میں دی گئی طلاق بھی نہیں ہوتی غصہ تو ویسے بھی حرام ہے۔ طلاق کی قسم کھانے سے بھی طلاق نہیں ہوتی اسلام میں قسم کا تو کفارہ ہے۔ اسلام نادان بچوں کا کھیل تو نہیں کہ نشے میں، غصے میں، نیند میں، غفلت میں، دھوکوں میں، جنون میں، خوف میں، مذاق میں، کسی کے دباؤ میں یا قسم کھانے سے طلاق ہو جائے۔ بلکہ یہ تو علیم حکیم اور خبیر خالق کا کامل کیا ہوا دین فطرت ہے جو انسانی فطرت کے عین مطابق ہے۔ اسی لیے اس میں جبر نہیں ہے۔ عمل کا تعلق نیت سے ہے اور تحریری معاہدہ کرنے کا قرآنی حکم بھی ہے۔ جب طلاق قرآنی طریقے سے دی جائے گی تو لکھا پڑھی کے ساتھ دو گواہوں کے دستخط کے ساتھ ہوگی اب کوئی

ظالم مرد اپنی بیوی پر حدود آرڈیننس کے تحت زنا کا جھوٹا مقدمہ قائم ہی نہیں کر سکتا اب کوئی بدچلن بیوی طلاق کے برسوں بعد پیدا ہونے والے بچوں کی وراثت کے لیے جھوٹا مقدمہ قائم ہی نہیں کر سکتی۔ اب کوئی گھرانہ شیطانی غصہ کی لپیٹ میں آکر تباہ ہو ہی نہیں سکتا اب علماء کے نام پر دھوکے بازی ہو ہی نہیں سکتی۔

قرآن کی مخالفت میں کوئی حکم دینا تو رسول اللہ کے اختیار سے بھی باہر ہے جب دین کامل ہو گیا تھا تو پھر رسولؐ کے انتقال کے تقریباً آٹھ سال بعد یہ تبدیلی کیوں کی گئی۔ کسی بھی شخص کو دین میں اضافے یا کمی کا حق نہیں ہے کوئی بھی شخص اللہ، رسول اور قرآن کی مخالفت میں تین طلاق ایک ساتھ دینے کا حکم نہیں دے سکتا اور یہ کہاں کا اصول ہے کہ قرآن کی مخالفت میں حکم دینے والے ماضی کے ایک شخص کی غلطی کو نافذ کر کے لاکھوں مسلمانوں کو تباہ و برباد کر دیا جائے۔ یہ تو انسانیت کے بھی خلاف ہے۔ اسلام میں طاقت والے سب ہی تو اپنے مت سامنے رکھتے نہیں ہیں۔ نفلی فرقے تو عادت سے پاک ہو گئے۔ اب واقعی نازک وقت میں تو پھر دوسرے اسلامی فرقوں جیسے طلاق کا قرآنی طریقہ آپ کے یہاں کیوں نہیں ہے۔ اللہ کے آخری نبی نے کسی دور کی امت کو نہیں اپنی امت کے لوگوں کو اسلام کے فرقے کہہ کر سب کو مسلمان مانا ہے کسی کو بھی کافر کہہ کر اسلام سے خارج نہیں کیا۔ کیا آپ اب بھی اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کریں گے تو کیا آپ کا عمل سنت رسول ہوگا۔ اگر آپ کو طلاق کا قرآنی طریقہ نہیں معلوم تو دوسرے اسلامی فرقوں سے ہی معلوم کر لیں۔

خوش ہو جائیں صاحبان لوگوں کو قرآن کا رٹنا تو گھر میں بلکہ قرآن کی ایک ایک آیت پر خود بھی غور و فکر کریں اور کروائیں اور ہر حدیث کو قرآن سے

تصدیق کر کے اپنائیں ۔ غور فکر تحقیق اور ہر ایک کو لازمی عقل استعمال کرنے کو قرآن کہہ رہا ہے کہ کتاب جو ہم نے تم پر نازل کی ہے وہ برکت والی ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں پر غور کریں اور عقلمند لوگ نصیحت حاصل کریں۔ دیکھیے سورۃ نمبر 38 ص آیت نمبر 29 اللہ تعالیٰ ترتیب سے سورۃ پر غور کرنے کے لئے نہیں بلکہ عقل کے ساتھ آیتوں پر غور کرنے کے لئے ہر انسان کو حکم دے رہا ہے اور جو عقل استعمال کرے گا جس کے دل پر مہر نہیں ہو گی ہدایت صرف اسے ہی ملے گی۔ جن کی سمجھ میں طلاق جیسا معمولی مسئلہ ہی نہیں آیا ان کی سمجھ میں اسلام کیا آئے گا۔ کیونکہ قرآن کہہ رہا ہے کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو حکم اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے اسے مانو تو کہتے ہیں کہ ہم تو اسی طریقہ پر چلیں گے۔ جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے چاہے ان کے باپ دادا کچھ بھی نہ سمجھے ہوں اور نہ راہ راست پر چلتے رہے ہوں۔ دیکھیے سورۃ نمبر 2 بقرہ آیت نمبر 170 اب اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ ہمارے فرقہ میں بغیر گواہ کے ایک یا تین طلاق ایک ساتھ ہو جاتی ہے۔ تو پھر اس کا مطلب یہی ہو گا کہ اس کا فرقہ قرآن کی مخالفت میں بنا ہے۔

کاش لوگ فرقوں سے نہیں صرف اسلام سے محبت کریں اور اپنے اپنے مولویوں سے پوچھیں کہ کیا وہ ایک بھی قرآن کی آیت یا حدیث رسول صحیح سند کے ساتھ پیش کر سکتے ہیں جس میں اللہ کے آخری رسول نے دو گواہ کے بغیر ایک یا تین طلاق ایک ساتھ دلوائی ہو۔ سورۃ نمبر 2 بقرہ کی آیت نمبر 111 میں قرآن کا حکم ہے کہ ان سے کہہ دیجئے کہ اگر تم سچے ہو تو کوئی دلیل لے آؤ پھر دوسری جگہ سورۃ نمبر 10 یونس کی آیت نمبر 68 میں ہے کہ جو کچھ تم کہتے ہو اس کی کوئی دلیل بھی تمہارے پاس نہیں ہے۔ ہمارے لئے قرآن اور رسول معصوم کے علاوہ کوئی بھی شخص خواہ وہ کتنا ہی بڑا عالم کیوں نہ ہو

ثابت نہیں ہو سکتا۔ آپ کے پاس قرآن کے مقابلہ میں تین طلاق ایک ساتھ ہونے کا کیا ثبوت ہے۔ آپ لوگ قرآن کی مخالفت کس دلیل سے کر رہے ہیں قرآن تو کہہ رہا ہے کہ ہم نے روشن آیتیں نازل کی ہیں اور انکار کرنے والوں کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔ دیکھیے سورۃ نمبر 58 مجادلہ آیت نمبر 5۔ کیا وہ اس بات کو نہیں جانتے کہ جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے گا تو اس کے لئے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا یہ بڑی سخت رسوائی کا باعث ہو گا۔ سورۃ نمبر 9 توبہ آیت نمبر 63۔ اب جن کی سمجھ میں ابھی تک یہ آیت اور تمام طلاق کا قرآنی طریقہ ہی نہیں آیا ان کی سمجھ میں متعہ کیسے آئے گا۔

متعہ

متعہ یا تو پہلے سے جاری تھا یا پھر رسول نے جاری کیا۔ اگر متعہ اعلان نبوت سے پہلے جاری تھا اور رسول نے خود بند کیا تو رسول کے بعد جو بھی کے متعہ نے جاری رکھا کر اللہ رسول کی مخالفت کی اور اگر رسول نے جاری کیا تو پھر کس حکم کے تحت جاری کیا۔ قرآن تو کہہ رہا ہے کہ **والنجم اذا ھویٰ ۔ ماضل صاحبکم وماغویٰ ۔ وماینطق عن الھویٰ ۔ ان ھو الا وحی یوحیٰ ۔** قسم ہے ستاروں کی جب وہ ٹوٹا۔ تمہارا صاحب نہ گمراہ ہوا ہے اور نہ بہکا۔ اور وہ اپنی خواہش نفس سے کبھی کلام بھی نہیں کرتا۔ اس کا کلام وہی وحی ہے جو مسلسل نازل ہوتی رہتی ہے۔ یہ آیت تصدیق کر رہی ہے کہ رسول وحی کے علاوہ اپنی طرف سے کبھی کچھ نہیں کہتے خواہ وہ دینی معاملہ ہوں یا دنیاوی معاملہ ہوں۔ اب آپ ہی بتائیں کہ رسول نے کس حکم کے تحت متعہ جاری کیا۔ آپ کے اس کہنے سے اللہ اور رسول پر الزام آئے گا کہ معاذ اللہ رسول نے ایک غلط حکم اللہ کی

مرضی کے خلاف غلطی سے جاری کر دیا اور جب رسول کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تو رسول اللہ نے فوراً اس حکم کو واپس لے لیا۔

آپ لوگ کیوں چھپاتے ہیں کہ اللہ کے آخری رسول نے سورہ نساء کی آیت نمبر ۲۴ کے تحت متعہ جاری کیا تھا جو آج بھی جاری ہے کیونکہ آیت کی ناسخ حدیث نہیں ہو سکتی۔ آیت کو آیت ہی منسوخ کر سکتی ہے اور حکم نازل ہونے سے پہلے حکم کو منسوخ کرنے والی آیت بھی نہیں اتر سکتی۔ آپ لوگ اپنے مولوی سے پوچھیں کہ ان کے ہاں جہاد میں حاصل کی گئی عورتوں سے بغیر نکاح کے جب اولاد ہونا زنا نہیں ہے تو اللہ کے نام پر ایک مخصوص مدت کے لئے نکاح کرنا کہاں سے زنا ہے۔ سورۃ نمبر 70 کی آیت نمبر 30-29 کی کیا تاویل کریں گے کہ "اور وہ اپنی شرمگاہوں کی اپنی بیویوں اور اپنی کنیزوں کے سوا حفاظت کرتے ہیں ایسے لوگوں کو ہرگز ملامت نہیں کی جائے گی۔ یعنی اگر تم اپنی بیویوں اور کنیزوں کے سامنے ننگا ہو جاؤ، تو تم پر کچھ گناہ نہیں۔"

ہمیشہ اللہ نے کتاب کے ساتھ ساتھ کتاب کا عالم اسی لئے بھیجا ہے کہ لوگ اپنی من مانی نہ کر سکیں۔ کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ آسمانی کتاب تو نازل ہو مگر اس کے ساتھ کوئی نبی یا رسول نہ آیا ہو۔ صرف کتاب کو کبھی بھی اللہ نے اور اس کے رسول نے کافی نہیں سمجھا۔ اسی لئے مکتب اہلبیت اور مکتب صحابہ کی متفق علیہ حدیث ہے کہ میں اپنے بعد کتاب اللہ، عترت اہلبیت چھوڑے جا رہا ہوں۔ کیونکہ کتاب کے ساتھ ساتھ کتاب کا عالم بہت ہی ضروری ہے۔ ایسی مثالوں سے تاریخ بھری پڑی ہے کہ اللہ کی کتاب موجود ہوتے ہوئے بھی صحابہ میں کسی بات پر اختلاف واقع ہوا تو حقیقی کتاب کے عالم رسول ہی نے جب فیصلہ دیا جب ہی صحابہ میں اختلاف ختم ہوا۔ حالانکہ

صحابہ سنت رسول کے چشم دید گواہ ہوتے ہوئے بھی اختلاف ختم نہیں کر سکے۔ اس سے ثابت ہوا کہ رسول نے کتاب اللہ و سنتی نہیں کہا بلکہ **کتاب اللہ عترت و اہلبیت** کہا ہے۔ اس کی تصدیق اس آیت سے بھی ہوتی ہے کہ "اے ایمان والو تقویٰ اختیار کرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔"

شیعہ اور سنی، دونوں کی روایت میں کتابوں میں محفوظ قرآن کا لفظ نہیں ہے بلکہ کتابی شکل میں **کتاب اللہ** کا لفظ ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول نے اپنا فرض پورا کرتے ہوئے خود اپنے سامنے قرآن جمع کرا دیا تھا۔ اگر نہیں کیا تھا تو پھر ماننا پڑے گا کہ معاذ اللہ رسول نے جھوٹ بولا۔ جب ہی تو کہا کہ "**کتاب اللہ** چھوڑے جا رہا ہوں" اور اللہ تعالیٰ نے بھی اہلبیت رسول کی کبھی جھوٹ نہ بولنے کی تصدیق کر دی ہے۔ معاذ اللہ جھوٹ بولا۔ صحابہ کو الزام سے بچانے کے لئے اس حد تک نہ جائیں ورنہ پھر اللہ، رسول، قرآن اور اسلام کچھ بھی باقی نہیں بچے گا۔

صحابہ کو الزام سے بچانے ہی کی خاطر کہتے ہیں کہ رسول نے قرآن جمع کرنے کا خیال نہیں کیا بلکہ جنگ یمامہ میں بہت سے قرآن کے حفاظ قتل ہوئے تو صحابہ کرام کو قرآن جمع کرنے کا خیال آیا۔ قرآن جمع کرنے کے لئے صحابہ ایک ایک سے پوچھتے پھرتے تھے کہ تمہارے پاس قرآن کی کوئی آیت تو نہیں ہے۔ یہ روایت خود ثابت کر رہی ہے کہ قرآن جمع کروانے والے، کرنے والے اور جن سے آیت پوچھی جا رہی تھی ان تمام صحابہ میں ایک بھی حافظ القرآن نہیں تھا۔ اگر کوئی ہوتا تو ہر ایک سے پوچھنے کی کیا ضرورت تھی خود ہی جمع کر لیتے۔ قرآن جمع کرنے کے لئے صرف تین حافظ القرآن ہی کافی ہوتے ایک لکھ کر پڑھتا جاتا اور دو سنتے جاتے۔

لوگ جب بھی صحابہ کی غلطیوں پر پردہ ڈالنے کی کوشش کریں گے تو

ہمیشہ اللہ اور رسول کی غلطی ثابت ہوگی کہ اللہ کو علم تھا کہ انسان قیامت تک بیٹھ کر کتنے اختلافات کرے گا مگر اللہ کو قرآن جمع کرنے اور اعراب لگانے کا خیال ہی نہ آیا اور رسول نے قیامت تک امت میں اختلافات کی تو خبر دی مگر یہ اس سے مصلحت برتی انہیں بھی یہ خیال نہیں آیا۔ اس لئے اللہ نے اعلان کر دیا کہ دین کو کامل کر دیا۔ بعد والے کیا اللہ اور رسولؐ سے زیادہ سمجھدار امت کے یہ خواہ تھے کہ قرآن بھی جمع کر دیا اور اعراب بھی لگا دئے تاکہ قرآن کا تحفظ کیا جائے

اگر اسلام کے دائرہ میں رہنا ہے تو اللہ رسولؐ اور قرآن کی توہین کرنے صحابہ کو چھوڑنا پڑے گا کیونکہ کوئی بھی مسلمان اللہ رسول کی ترتیب تبدیل کرنے کی کبھی بھی جرأت نہیں کرے گا مگر لوگوں نے اللہ اور رسولؐ کی ترتیب کو ناپسند کرتے ہوئے قرآن کی ترتیب تبدیل کر دی جس کا ثبوت خود قرآن ہے جیسے سورۃ بقرہ کی آیت 23 اور سورۃ یونس کی آیت 38 میں ہے جس میں اللہ کافروں کو چیلنج کر رہا ہے کہ صرف ایک سورۃ اس جیسی بنا لاؤ بقرہ اور یونس کے بعد گیارہویں سورۃ ہود ہے اس کی آیت نمبر 13 میں اللہ کہہ رہا کہ اس جیسی دس سورۃ بنا لاؤ۔ پھر چیلنج میں اضافہ کے ساتھ سورۃ نمبر 17 اسرائیل آیت نمبر 88 میں کہا جا رہا ہے کہ پورا قرآن بنا لاؤ۔ کیا اس کو علامت نہیں گے اور کیا ایسی بے تکی بات اللہ اور رسول کر سکتا ہے۔ معاذ اللہ کیا اب حافظین بے قول سے پھر گیا کہ پہلے ایک سورۃ کا چیلنج دیا پھر اس میں اضافہ کر کے دس سورۃ کر دیا اور آخر میں پورا قرآن بنا لانے کا چیلنج دے دیا۔ اگر یہ اللہ اور رسولؐ کی ترتیب کے مطابق ہوتا تو پورا قرآن بنانے کا چیلنج پہلے ہوتا پھر دس سورۃ کا چیلنج ہوتا اور سب سے آخر میں ایک ہی سورۃ بنانے کا ذکر ہوتا۔ اگر ان آیت شروع میں ہوتی مکی کی آیت آخر میں ہوتی مکی اور مدنی

سورۃ بھی آگے پیچھے نہ ہوتیں۔ مکتب صحابہ والے اگر ان سب باتوں کا اقرار کر لیں تو پھر خلافت کی سمجھ نہیں پڑے گی اسی وجہ سے صحابہ کی حرکتوں کو چھپانے کے لئے مکتب صحابہ نے تحریف قرآن کا نظریہ پیش کیا جو آج بھی اہلسنت کی کتب میں لکھا ہوا ہے۔ اس کے لئے اہل سنت کے عالم جلال الدین سیوطی کی کتاب اتقان پڑھ لیں یا پھر تفسیر در منثور اور بخاری پڑھ لیں۔ اس میں وہ سب کچھ ہی مل جائے گا جو لوگ شیعوں سے منسوب کرتے ہیں۔ صدیوں بعد جب شیعہ کتب لکھی گئی تو Collection میں وہاں بھی درج ہو گئیں۔

اب یہ کہنا کہ عجمی عربی زبان سے واقف نہیں تھے اس لئے تلفظ کی صحیح ادائیگی کو مد نظر رکھتے ہوئے اعراب لگائے گئے۔ کیا یہ بات اللہ اور اس کے رسول کی سمجھ میں نہیں آئی تھی جو بعد والوں کی سمجھ میں آ گئی۔ اگر سب کی بات صحیح ہوتی تو آج عرب، ایران اور پاکستان میں ہر عربی، فارسی اور اردو کی کتاب میں اعراب لگے ہوتے۔ سورۃ ص کی آیت نمبر 29 پر غور کیجئے۔ کتاب جو ہم نے تم پر نازل کی ہے وہ برکت والی ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں پر غور کریں اور عقل مند لوگ نصیحت حاصل کریں۔

یہ قرآنی حکم ہے کہ اے مسلمانوں پوری دنیا میں صرف اور صرف تمہاری زبان عربی ہی ہو کوئی اور زبان نہ ہو۔ کیونکہ قرآن کا ترجمہ کسی دوسری زبان میں کر کے صحیح مطلب جو قرآن کا ہے حاصل ہی نہیں کیا جا سکتا۔ جب مسلمانوں کی مادری زبان عربی ہو گی تو جب ہی آپ آیت کے عربی متن پر غور و فکر کر سکتے ہیں۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا دعویٰ ہے کہ ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان کر دیا تو کوئی ہے کہ نصیحت حاصل کرے۔ سورہ قمر آیت نمبر 22 جب قرآن آسان ہے تو دنیا میں سب سے زیادہ

زبان آسان ہوتی اس لئے قرآن حفظ ہو جاتا ہے کوئی اور کتاب حفظ نہیں ہوتی اب آپ ہی بتائیں کہ اگر صحابہ اس آیت پر عمل کرتے تو بیس سال میں ہر پیدا ہونے والا بچہ اہل زبان ہوتا کہ نہیں جب اہل زبان ہوتا تو عربی اور عجمی کا فرق ہی نہ ہوتا اور آج اس وقت پوری دنیا میں مسلمانوں کی زبان صرف عربی ہی ہوتی اعراب کیوں لگائے گئے کیا اس وقت لوگوں کی سمجھ میں ان لفظوں کا مطلب نہیں آیا تھا۔ پھر اعراب لگانے کی اصل وجہ کیا تھی۔ چونکہ لوگوں نے اللہ اور رسولؐ کی ترتیب کے خلاف اپنی پسند کی ترتیب سے قرآن دوبارہ جمع کیا جب پھر بھی مقصد پورا نہ ہوا تو اعراب لگا کر مقصد پورا کرنے کی کوشش کی گئی۔ جس سے آیت کا مطلب کچھ سے کچھ ہو گیا اور چھوٹی چھوٹی باتوں مثلاً وضو۔ تک میں اختلاف پیدا ہو گیا۔

اللہ اور رسولؐ نے سر اور پاؤں دھونے کا حکم نہیں دیا صرف منہ اور ہاتھ دھونے کا حکم دیا ہے۔ اسی لئے تیمم کے حکم میں مسح کیے جانے والے سر اور پاؤں پر نہیں بلکہ دھوئے جانے والے ہاتھ اور منہ پر ہی مسح ملتے ہیں۔ دیکھئے سورۃ نمبر 5 المائدہ آیت نمبر 6 "اے ایمان والو جب تم نماز کے لئے اٹھو تو اپنا منہ اور کہنیوں تک اپنا ہاتھ دھو لیا کرو اور اپنے سر کا اور ٹخنوں تک اپنے پاؤں کا مسح کر لیا کرو اور اگر حالت جنابت میں ہو تو غسل کر لو اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا کسی کو پاخانہ نکل آئے یا عورتوں سے ہم بستری کی ہو اور تم کو پانی نہ مل سکے تو پاک مٹی سے تیمم کر لیا کرو۔ مٹی یا خاک پر اپنے دونوں ہاتھ مار کر اس سے اپنے منہ اور دونوں ہاتھوں کا مسح کرو۔ اللہ تمہارے لئے کسی طرح کی تنگی نہیں چاہتا بلکہ یہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک اور پاکیزہ بنا دے اور تم پر اپنی نعمت کو تمام کر دے تاکہ تم شکر گزار بن جاؤ۔" اس آیت سے ثابت ہے کہ پاؤں دھونا وضو۔ کا حصہ ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ

نے پاؤں پر مسح کرنے کا حکم دیا اور لوگوں نے پاؤں دھونا شروع کر دیا۔ اس بات کی تصدیق مکتب صحابہ کے موزوں پر مسح کرنے کے علم سے بھی ہوتی ہے اسی طرح آل عمران کی آیت نمبر 7 میں دو رخوں کی آیت ہے۔ اعراب لگانے سے آیت کا مطلب یہ ہو گیا کہ اس کے معنی اللہ کے علاوہ رسولؐ کو بھی نہیں معلوم پھر ایسی آیت نازل کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی کہ جسے خالق کے علاوہ مخلوق میں سے کوئی سمجھ ہی نہ سکے۔ لوگوں نے اپنے بس تک پوری پوری کوشش کی تھی مگر ترتیب تبدیل کرنے اور اعراب لگانے کے علاوہ اور کچھ نہیں کر سکے۔ اگر اللہ نے حفاظت کا وعدہ نہ کیا ہوتا تو آج ہمارے پاس قرآن ہی نہ ہوتا۔ چونکہ قرآن کا ایک ایک لفظ بغیر اعراب کے اللہ کی طرف سے آیا ہے اور اللہ نے ترتیب سے سورۃ پر نہیں صرف لفظوں پر غور فکر کا حکم دے کر ترتیب تبدیل کرنے والوں کے مقصد کو ناکام بنا دیا۔ اسی لئے حضرت علی نے اپنے دور حکومت میں دوسرا قرآن نہ لا کر اسلام اور امت کو تفرقہ سے بچا لیا کہ حق تلاش کرنے والے اسی سے کر لیں گے۔

فرقوں کی ابتدا

آج اسلام کے ماننے والوں میں آپس میں بہت زیادہ اختلافات ہیں ہر شخص ایک بالکل ہی الگ اسلام لئے بیٹھا ہے اور اس کا دعویٰ بھی ہے کہ ہمارے پاس بالکل صحیح اور خالص اسلام ہے۔ یہ بات خود ہی ثابت کر رہی ہے کہ اسلام میں ملاوٹ ہوئی ہے لوگوں نے تفرقہ کیا ہے جب ہی اتنے بہت سارے اسلام کے نمونے ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سب سے پہلے اسلام کو برباد کرنے کے لئے بنیاد کی سب سے پہلی اینٹ کب اور کس نے رکھی۔ اسلام میں تفرقہ کا دروازہ کھولنے کا ذمہ دار کون ہے۔ حدیث میں اللہ کے رسولؐ نے فتنے کا دروازہ کسے کہا ہے۔ اور اسلام میں سب سے پہلا تفرقہ

کب، کس دن اور کس تاریخ کو ہوا ....

آپ جس سے بھی پوچھیں گے وہ یہی کہے گا کہ رسولؐ کے انتقال کے بعد ہی فرقوں کی ابتدا ہوئی ہے صحیح وقت کوئی بھی نہیں بتاتا سب اندازہ ہی لگاتے ہیں۔ جب کوئی تفرقہ کرتا ہے اختلاف کرتا ہے تو کچھ لوگ اس کے ہمنوا بن جاتے ہیں اور کچھ مخالفت کرتے ہیں ہم خیال لوگ اس کے پیروکار ہوتے ہیں آگے چل کر پھر وہ ایک فرقہ بن جاتا ہے۔ اسلام میں تفرقہ رسول کے حیات ہی سے شروع ہو گیا تھا اور جو سب سے پہلے فرقہ بنا وہ جمعرات کے دن اللہ کے آخری نبی کے اس دنیا سے انتقال سے تین دن پہلے جب اللہ کے رسول نے اپنی وصیت لکھوانی چاہی جسکے لیے کاغذ اور قلم منگوایا مگر لوگوں نے رسول سے اختلاف کیا۔ یہ واقعہ حدیث کی کتابوں میں واقعہ قرطاس کے نام سے مشہور ہے۔ دیکھیے ابحاث المسین جلد اول صفحہ نمبر 211 سے 241 تک

صراط مستقیم سے انسان جب ہی ہٹتا ہے جب وہ اللہ رسول اور قرآن سے اختلاف کرتا ہے صحابہ ہی میں سے کچھ لوگوں نے ہمیشہ رسول سے اختلاف کیا جب کہ یہ آیت موجود تھی کہ رسولؐ تمہیں جو دے دے لے لو اور جس سے روکے رک جاؤ اس کے باوجود لوگوں نے حدیبیہ میں رسولؐ سے اختلاف کیا اور رسول کے حکم کی اطاعت نہیں کی پھر جب رسولؐ نے اپنے انتقال سے پہلے کوشش کی کہ سارے تفرقہ ڈالنے والوں کو مدینے میں رہنے ہی نہ دیا جائے اور ان سب کو اسامہؓ بن زیدؓ کی سربراہی میں سپاہی کی حیثیت میں جنگ پر بھیج دیا جائے یہاں پر بھی اختلاف کیا اور رسول کے حکم کی اطاعت نہیں کی اور نہیں گئے جب اللہ کے آخری رسولؐ نے وصیت لکھوانی چاہی اس وقت بھی اختلاف کیا اور اللہ کے آخری رسول کے حکم کی اطاعت نہیں کی اور وصیت نہیں لکھوانے دیا۔ جبکہ قرآن کی آیت کہہ رہی ہے کہ اے ایمان والو

کسی بات میں اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھ جایا کرو۔ اللہ سے ڈرو بے شک اللہ بڑا سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اے ایمان والو اپنی آوازوں کو رسول کی آواز سے بلند نہ کیا کرو۔ اور نہ ان سے ایسے کھل کر بولا کرو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے سے کھل کر بولا کرتے ہو۔ رسول کے سامنے اس طرح نہ بولو ورنہ تمہارے اعمال اکارت جائیں گے اور تمہیں خبر بھی نہ ہوگی۔ جو لوگ اللہ کے رسول کے سامنے اپنی آوازوں کو دھیمی رکھتے ہیں۔ اللہ نے تقویٰ میں ان کے قلوب کا امتحان لے لیا ہے ان لوگوں کے لیے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔ دیکھئے سورۃ نمبر 49 الحجرات آیت نمبر 1 سے 3

کسی کی وصیت پر عمل کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ وصیت سننے کے بعد ہی کیا جاتا ہے۔ اگر آپ ایک منصف ہوں تو کیا آپ اس دنیا سے جانے والے کی آخری خواہش آخری وصیت نہیں سنیں گے۔ جب سنیں گے تو پھر رسول کے حکم سے کس حق کے تحت اختلاف کیا اور رسول کو وصیت کیوں نہ کرنے دی۔ قرآن تو کہتا ہے کہ رسولؐ کے سامنے اونچی آواز سے نہ بولو۔ قرآن کہتا ہے رسولؐ تم کو جو دے دے لے لو جس بات سے روکے رک جاؤ یہ حکم تو سب کے لیے ہے کیا رسول انسان نہیں تھے؟ سربراہ مملکت نہیں تھے؟ اللہ کے بعد کائنات میں سب سے افضل نہیں تھے؟ اللہ کے آخری نبی اور آخری رسول نہیں تھے؟ تفصیل کل شئی سے واقف نہیں تھے؟ علم کے شہر نہیں تھے؟ قرآن کہتا ہے کہ رسول اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے۔ رسول کا وصیت لکھوانے کا حکم کیسے عقل اور دانائی و حکمت سے پرے ہے کہ اپنی امت کو گمراہی سے بچانے کے لیے وصیت لکھوانا چاہ رہے ہیں مگر ایک معصوم کی بات کو ایک غیر معصوم یہ کہہ کر رد کر دے کہ **"ان الرجل لیھجر"** جس کی وجہ سے مکتب صحابہ کو یہ عقیدہ گھڑنا پڑا کہ رسول کی رائے کے

خلاف اور ایک صحابی کی رائے کے حق میں اکثر قرآنی آیات نازل ہوتی رہی ہیں۔ یہ کہہ کر مکتب صحابہ والے اقرار کر رہے ہیں کہ رسول کی اطاعت کے بار بار قرآنی تاکید کے باوجود اکثر لوگ اللہ اور رسول کی مخالفت ہی کرتے رہے ہیں۔ مکتب صحابہ کا یہ اقرار خود ہی ثابت کر رہا ہے کہ رسول کی مخالفت کی جب ہی تو رسول کے خلاف اپنی رائے دی۔ جبکہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے دعویٰ کیا ہے کہ **وماینطق عن الہوی ۰ ان ھو الا وحی یوحی ۰** اور وہ اپنے خواہش نفس سے کبھی کلام بھی نہیں کرتا، اس کا کلام وہ ہی وحی ہے جو مسلسل نازل ہوتی رہتی ہے۔ قرآن کی اس تصدیق کے بعد اب اللہ تعالیٰ خود اپنے آپ کو قرآن کو اور اپنے رسول کو غلط مانتے ہوئے ایک صحابی کی رائے کے حق میں آیت تو اتارنے سے رہا۔ اللہ اور رسول پر بہتان لگانے والوں میں سے کوئی بھی یہ نہیں سوچتا کہ یہ کہہ کر لوگ اللہ، رسول اور قرآن کی غلطی ثابت کر رہے ہیں۔ اس قسم کے سارے افسانے لوگوں کی نافرمانیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے ہی تراشے گئے ہیں۔ لوگوں نے واقعہ قرطاس میں رسول کی نافرمانی کرتے ہوئے رسول کا حکم نہ مان کر اسی روز اسلام میں سب سے پہلا فرقہ بنا ڈالا جو آج تک مکتب صحابہ کی شکل میں چل رہا ہے۔

اسلام میں جب یہ تفرقہ پیدا ہوا تو مکتب اہل بیت کے حامی صحابہ نے کہا کہ وصیت کرنے دو مگر تفرقہ کرنے والوں نے کہا کہ " **حسبنا کتاب اللہ** " یعنی بغیر سنت رسول کے، ہمارے لئے صرف کتاب اللہ کافی ہے۔ اللہ کے رسول کی مخالفت میں ایک صحابی کا یہ قول کتنا زیادہ بھیانک اور غلط ہے آج سب جانتے ہیں کہ سنت رسول کے لوگ کتنے زیادہ محتاج ہیں صرف کتاب اللہ سے اب نماز تک تو پڑھ نہیں سکتے۔ آج مکتب صحابہ والے سنت رسول پر عمل کرنے کو کہہ کر پہلا تفرقہ کرنے والے صحابی کے

قول کو خود ہی غلط ثابت کر رہے ہیں۔ **حسبنا کتاب اللہ** کا جملہ تو خود گواہی دے رہا ہے کہ اس وقت قرآن کتابی شکل میں جمع ہو چکا تھا، پھر صحابہ نے دوبارہ کیوں جمع کروایا ....

سب کو آج بھی بنیادی طور پر دو ہی عقیدے نظر آئیں گے مکتب صحابہ کا قول ہے کہ اللہ کے رسول سے اختلاف کرنے والوں اور ان کے حامیوں نے صحیح کیا جبکہ مکتب اہلبیت کے ماننے والوں کا کہنا ہے کہ اسلام میں تفرقہ پیدا کرنے والوں نے غلط کیا۔ تفرقہ کی ابتدا کرنے والے اور ان کے حامیوں کو صحیح ثابت کرنے کے لئے ہی مکتب صحابہ کو ابھی تک اسلام میں مسلسل وکالت کرنی پڑ رہی ہے اور اگر اللہ کے نبی اس واقعہ کے بعد بھی وصیت لکھوا دیتے تو یہ امت اپنے رسول کو ہی معاذ اللہ پاگل قرار دے دیتی جس سے اسلام ہی ختم ہو جاتا۔ واقعہ قرطاس کے وقت توہین آمیز عربی جملہ " **ان الرجل لیھجر** " تو کہہ ہی چکے تھے دیکھئے لغت اور پوچھئے عربی جاننے والوں سے اس کے باوجود رسول پر بھول جانے اور جادو کے چل جانے کا الزام تو لگا ہی دیا۔ بہرحال نیت خواہ کچھ بھی کیوں نہ رہی ہو رسول کی مخالفت تو کی، رسول کے حکم کی نافرمانی تو کی۔ اسلام میں پہلا فرقہ تو بنا ہی ڈالا اس سے تو انکار کوئی بھی نہیں کر سکتا کہ یہ واقعہ نہیں ہوا تھا۔ جبکہ تفرقہ کے وقت بھی قرآن میں یہ آیت موجود تھی۔ کیا وہ اس بات کو نہیں جانتے کہ جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے گا تو اس کے لئے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا یہ بڑی سخت رسوائی کا باعث ہوگا۔ سورۃ نمبر 9 توبہ آیت نمبر 63

ترجمہ: بے شک جن لوگوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا اور کئی فریق بن گئے تمہیں ان سے کوئی سروکار نہیں ان کا معاملہ صرف اللہ ہی کے حوالے ہے بس جو کچھ وہ نیک یا بد کام کیا کرتے تھے وہ انہیں بتا دے گا۔ اب

اور وہ قرآن تفرقہ کرنے والوں سے رسول ﷺ کا کسی قسم کا کوئی واسطہ نہیں رہا دیکھیے سورہ نمبر 6 آیت نمبر 160-159 ۔ اور اب سب لوگوں کا بھی رسول سے مخالفت کرنے والوں سے کسی بھی قسم کا تعلق نہیں ہونا چاہیے کیوں کہ قرآن کا علم ہم سب کے لیے ہے کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں ان کو ایسے لوگوں کا دوست نہ پاؤ گے جو اللہ اور اس کے رسول کے مخالف ہوں چاہے ان کے باپ دادا، بیٹے پوتے بھائی اور باہم قبیلے والے ہی کیوں نہ ہوں ۔ دیکھیے سورۃ نمبر 58 المجادلہ آیت نمبر 22 ۔

قرآن کا عالم

سورۃ یوسف کی آخری آیت میں اللہ تعالیٰ نے **تفصیل کل شی** کہہ کر دعویٰ کیا ہے کہ اس قرآن میں پوری کائنات کی ایک ایک ذرہ کی detail ہے ۔ قرآن ہی کا دعویٰ ہے کہ اس میں ہر خشک و تر کا بیان ہے ۔ کوئی شے ہم نے نہیں چھوڑی ۔ ہر چیز کی تفصیل اس میں موجود ہے اور یہ قرآن اختلافات مٹانے کے لیے آیا ہے ۔ آج قرآن بھی موجود ہے اور اختلافات بھی موجود ہیں ۔ اگر مولویوں میں کوئی مکمل قرآن کا عالم ہوتا تو اسے پوری کائنات کا علم ہوتا اور جب سچ علم ہوتا تو اختلافات ختم ہو جاتے پھر تفرقہ کوئی نہ کرتا ۔ تفرقہ ہی کی وجہ سے اتنے بہت سارے فرقے بنے ہیں ۔ آل عمران کی آیت 105 میں اللہ تعالیٰ **لا تفرقوا** کہہ کر تفرقہ کرنے کو منع کر رہا ہے مگر مولوی صاحبان پھر بھی تفرقہ کیے جا رہے ہیں ۔ اب دو ہی باتیں ممکن ہیں یا تو جان بوجھ کے تفرقہ کر رہے ہیں یا پھر قرآن نہ سمجھنے کی وجہ سے ۔ اسی لیے اللہ کے رسول نے تفرقہ میں سے حق تلاش کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے ایک فرقہ کو ناجی کہا ہے اب جو ناجی فرقہ ہوگا اس کا عقیدہ کسی بھی فرقہ سے نہیں ملے گا سننے والے کو بہت ہی انوکھا اور عجیب معلوم ہوگا اور دوسروں سے بالکل

ہی الگ ہوگا اب اگر کسی بھی دو فرقے کا عقیدہ آپس میں ایک جیسا ہو تو دونوں میں سے ناجی کوئی بھی نہیں ہوگا ۔ نجات پانے والا جنتی فرقہ صرف ایک ہی ہوگا جس کے عقائد دوسروں سے نہیں ملیں گے مثلاً ایک کے علاوہ کوئی بھی فرقہ اپنے امام کو کائنات میں سب سے افضل اور معصوم نہیں مانتا ، جو ناجی فرقہ ہوگا اس کی شاخیں نہیں ہوں گی وہ اکیلا ہی ہوگا جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ کتب صحابہ والے جو سب کے سب **اہلسنت والجماعت** کہلاتے ہیں پہلے تقسیم ہوئے ۔ **حنفی ، شافعی ، مالکی ، حنبلی** اور **اہلحدیث** میں ۔ اور حنفی تقسیم ہوئے **بریلوی ، دیوبندی** میں ۔ اب کیا اتنے بہت سارے فرقے تفرقہ کے باوجود ناجی ہو سکتے ہیں ۔ کیا قول رسول اللہ غلط ہے ؟ جب کہ قرآن بھی یہی کہہ رہا ہے کہ تفرقہ نہ کرو اور جو تفرقہ کرے گا اس کی سزا جہنم ہے ۔ قرآن نہ سمجھنے ہی کی وجہ سے کتب صحابہ میں ایک تقسیم اور ہوئی ایک جماعت کے امام مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے نبوت کا مہدویت کا اور عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کر کے ایک بالکل ہی نیا مذہب بنا ڈالا ۔

آپ یہ بھی تو سوچیے کہ صدیوں سے لوگ مہدی اور عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کیوں کر رہے ہیں ۔ حدیث رسول میں اتنی کثرت سے ان کا ذکر کیوں ہے ؟ جب حضرت عیسیٰ کا کام ختم ہو گیا تو اب وہ دوبارہ کیوں آئیں گے ؟ اگر حضرت مہدی علیہ السلام عیسیٰ کے فرد اور امام کائنات نہیں ہیں تو حضرت عیسیٰ جیسا صاحب شریعت رسول ان کی اطاعت کیوں کریں گے ؟ اگر امامت افضل نہیں ہے تو حضرت عیسیٰ کی یہ توہین کیوں ؟ اللہ نے ذکر کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے ۔ پوری دنیا میں کسی کتاب کی ایک کاپی بھی محفوظ ہو تو اللہ نے ذکر کی حفاظت کر لی ۔ اصحاب کہف کیوں اور کس کے انتظار میں سو رہے ہیں

کہیں غار میں انہیں لوگوں کے پاس زبور اور توریت تو نہیں، اس وقت غیر مسلموں کے ایٹم بم سے دنیا کو کیسے بچایا جائے، مسلمانوں سے شکست کی صورت میں وہ یہ اسلحہ یقینی استعمال کریں گے، اس تباہی سے بچاؤ کی کیا صورت ہے؟

آخری دور میں جب حضرت مہدی علیہ السلام جو جانشین اور آل محمد میں کے سید ہیں جب ظاہر ہوں گے تو اصل زبور اور توریت سے یہودیوں پر حجت قائم کریں گے۔ اور حضرت مہدی کے نائب کی حیثیت سے حضرت عیسیٰ نازل ہو کر اپنے معجزات اور اصل انجیل سے جب عیسائیوں پر حجت قائم کریں گے تو یہود و نصاریٰ کی اکثریت ان لوگوں کی فرماں بردار ہو جائے گی جب ہی ایٹمی جنگ سے انسانیت تباہ ہونے سے بچے گی پھر اسلام کے علاوہ سارے ادیان اس دنیا سے مٹ جائیں گے تو ہر طرف امن ہی امن ہو گا پوری دنیا پر اللہ کا بنایا ہوا صرف ایک ہی خلیفہ ہو گا۔ جسکی تصدیق آیت استخلاف سے ہوتی ہے۔ دیکھیے سورۃ نمبر 24 النور آیت نمبر 55 ۔ جہاد سے مار مار بھاگنے والے اس امت میں نہیں آئیں گے کیوں کہ یہ ہمیشہ کے لئے مرتد ہو چکے تھے جبکہ آیت آخری دور کے لئے ہے اور ایمان والوں کو کہہ رہی ہے کہ تم میں سے جو ایمان والے ہیں اور جنہوں نے اعمال صالح کئے ہیں ان سے اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ انہیں زمین میں اسی طرح خلیفہ بنائے گا جیسے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا۔ اور جس دین کو اس نے ان کے لئے پسند فرمایا ہے۔ اس پر ان کو پوری قدرت دے گا اور ان کے خوف زدہ ہونے کے بعد ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا کہ وہ میری عبادت اطمینان سے کریں گے اور میرا شریک کسی کو نہ بنائیں گے اور جو اس کے بعد بھی انکار کرے تو ایسے لوگ بدکار ہیں۔ یہ سب کچھ اسی وقت ممکن ہے جب قرآن کے ساتھ ساتھ

مکمل قرآن کا عالم بھی سامنے ہو۔ کتاب اللہ، عترت اہلبیت کے بغیر لوگ ایسے ہی فرقے اور مذہب بناتے رہیں گے۔

قادیانی مذہب

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب اور ان کے آباؤ اجداد کا تعلق اہلسنت والجماعت سے تھا۔ انہوں نے بچپن کی تعلیم مشرقی پنجاب کے مدرسوں اور اسکولوں سے، اس وقت کے اساتذہ سے حاصل کی۔ جبکہ اللہ کے بنائے ہوئے انبیاء میں سے کسی ایک نے بھی اللہ، یا اپنے وقت کے رسول کے علاوہ کبھی بھی کسی گنہگار غیر معصوم سے تعلیم حاصل نہیں کی۔ اس سے مرزا غلام احمد قادیانی صاحب اللہ کے بنائے ہوئے نبی نہیں تھے۔ چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب سید بھی نہیں تھے اور اصل توریت، زبور، انجیل کے علاوہ ان کے پاس مردہ کو زندہ کرنے اور کوڑھی کو اچھا کرنے والے معجزات بھی نہیں تھے۔ ابھی تک اصحاب کہف بھی سو رہے ہیں۔ اور یہ پوری دنیا کے خلیفہ بھی نہیں تھے ابھی تک دنیا میں دوسرے ادیان بھی موجود ہیں۔ اس سے مسلمان مہدی یا عیسیٰ موعود بھی نہیں تھے۔ اگر آج نبوت کا سلسلہ جاری ہوتا تو قرآن میں **الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا** کی آیت کبھی بھی نہ ہوتی کہ آج کے دن میں نے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتیں پوری کر دیں اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کر لیا ہے۔

حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت عیسیٰؑ تک سارے نبی اسلام ہی تو لے کر آئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آخری نبیؐ پر دین کو مکمل کر کے ہی نبوت اور رسالت کا سلسلہ بند کیا ہے۔ اگر آج انبیاء کا سلسلہ جاری ہوتا تو اللہ تعالیٰ آخری دور کے لئے کبھی بھی سارے انبیاء سے عہد نہ لیتا کہ اور اس وقت

کو یاد کرو جب اللہ نے تمام انبیاء سے عہد لیا کہ ہم تم کو جو کتاب اور حکمت دے رہے ہیں اس کے بعد جب وہ رسول آجائے جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے تو تم سب اس پر ایمان لے آنا اور اس کی مدد کرنا۔ اور پھر پوچھا کیا تم نے ان باتوں کا اقرار کر لیا۔ ارشاد ہوا کہ اب تم سب گواہ رہنا اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں اس سے جو انحراف کرے گا وہ فاسقون میں سے ہو گا۔ دیکھئے سورۃ آل عمران آیت نمبر 82 - 81 جب انسان عقل استعمال نہیں کرے گا تو ایسے ہی بھٹکے گا۔

دین میں عقل کے استعمال کے بارے میں قرآن کا حکم

✓ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے انسانوں کو علم اور عقل جیسی نعمت دے کر تمام حقائق کو قرآن کی آیات میں بیان کر کے عقل کے ساتھ غور فکر کا حکم ہر انسان کو دیا ہے کہ کتاب جو ہم نے تم پر نازل کی ہے وہ برکت والی ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں پر غور کریں اور عقلمند لوگ نصیحت حاصل کریں۔ دیکھئے سورہ نمبر 38 ص آیت نمبر 29 - آیت میں استاد کی رہنمائی کی شرط نہیں ہے کیونکہ کسی بھی مذہب یا فرقہ کا استاد اپنے عقیدہ سے اپنے شاگرد کو کبھی بھی ہٹنے نہیں دے گا۔ غور فکر ہمیشہ تنہائی میں خاموشی سے سوچنے سے ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص دوسروں کو جہنم سے بچانے کی کوشش نہیں کرتا یا اپنی کم علمی اور جہالت کی وجہ سے بغیر تحقیق کے سنی سنائی بات پر تبلیغ کرتا ہے تو دونوں ہی صورتوں میں وہ شخص شیطان کی مدد کر رہا ہے۔

✓ خلق آدمؑ کے وقت سے ہی انسان کی دشمنی شیطان سے ہے اور شیطان کا کام لوگوں کو جہنم میں بھیجنا ہے اب یہ اللہ تعالیٰ کی والدین سے زیادہ اپنی مخلوق سے محبت ہی ہے کہ اس نے لوگوں کو جہنم سے بچانے کے لئے انبیاء کو بھیجا۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا حکم دے کر ہر

انسان پر تبلیغ فرض کی ہے۔ اب جو لوگ قرآن اور رسول کی مخالفت میں یہ کہتے ہیں کہ کسی کے عقیدہ کو چھیڑو نہیں اور اپنا عقیدہ چھوڑو نہیں وہ لوگ امر بالمعروف کے حکم پر غور کریں۔ اللہ نے یہ حکم دے کر دوسروں کے عقیدہ کو چھیڑنے کا حکم دیا ہے اور رسول نے بھی اس پر عمل کرتے ہوئے سب سے پہلے اپنے بڑوں سے ہی تبلیغ شروع کی تھی۔

✓ آپ بھی دور دور تبلیغ کرنے کے بجائے سنت رسول پر عمل کرتے ہوئے سب سے پہلے رشتوں میں تبلیغ کریں۔ جب دوسروں کے عقیدہ کو چھیڑیں گے تو دلائل کے ساتھ بحث و مباحثہ بھی یقینی ہوگا جس کے لئے رب تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اے رسول اللہ کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ذریعے سے بلاؤ اور بحث و مباحثہ بھی کرو تو شائستہ طریقے سے بے شک تمہارا رب سب بھی جانتا ہے جو اس کے راستے سے بھٹک گیا ہے اور اس کو بھی جو ہدایت پائے ہیں۔ دیکھئے سورۃ نمبر 16 النحل آیت نمبر 125 دوسری آیت میں ہے کہ ان سے کہئے کہ اگر تم سچے ہو تو کوئی دلیل لاؤ۔ سورۃ نمبر 2 بقرہ آیت نمبر 111 - قرآن تو بحث و مباحثہ کرنے کا حکم دے اور مولوی منع کریں۔ اب آپ لوگ بھی دین میں عقل استعمال کریں تاکہ آپ بھی لوگوں کو حق بتا کر اور غلط سے روک کر لوگوں کو جہنم میں جانے سے بچائیں اور شیطان کی کوشش کو ناکام بنائیں۔

✓ شیطان نے بھی عقل استعمال نہیں کی تھی ورنہ وہ اپنے خالق سے کبھی بھی۔ کہتا کہ **قال انا خیر منه** کہ میں اس سے بہتر ہوں۔ خلق کرنے والے کو ہی معلوم ہے کہ دونوں میں سے بہتر کون ہے۔ دیکھئے سورۃ نمبر 7 الاعراف آیت نمبر 12 - اصل میں شیطان نے **تکبر** اور آدم علیہ السلام سے حسد کیا تھا جس کی تصدیق قرآن کے اس جملہ سے ہوتی ہے کہ

استکبرت ام کنت من العالین: تو نے تکبر (غرور) سے کام لیا ہے یا تو عالین میں سے بن بیٹھا ہے۔ دیکھیے سورۃ نمبر 38 ص کی آیت نمبر 75 ۔ اگر اس وقت شیطان عقل استعمال کرتا تو اللہ سے فوراً معافی مانگ کر سجدہ کر لیتا۔ مگر اس نے عقل استعمال نہیں کی۔ قرآن عقل نہ استعمال کرنے والوں کے بارے میں کہہ رہا ہے کہ جو لوگ عقل سے کام نہیں لیتے اللہ انہیں پر گندگی ڈال دیتا ہے۔ سورۃ نمبر 10 یونس آیت نمبر 100 قرآن یہ کہے اور مولوی کہتے ہیں جو دین میں عقل استعمال کرے گا ان چکروں میں پڑے گا وہ گمراہ ہو جائے گا اللہ تعالیٰ مولویوں کے اس گمان کے خلاف حکم دے رہا ہے کہ جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے اسے اپنی طرف کا راستہ دکھا دیتا ہے۔ سورہ نمبر 13 الرعد آیت نمبر 28 ۔ یعنی جو کوشش کرے گا حق اسے مل جائے گا اس کی تصدیق اس آیت سے بھی ہوتی ہے کہ وان لیس للانسان الا ما سعی اور انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔ دیکھیے سورۃ نمبر 53 النجم کی آیت نمبر 39 ۔ اگر آپ شیعوں کی کتابیں پڑھیں گے جب ہی آپ کو حقائق کا علم ہوگا ورنہ آپ اس گمان میں مبتلا رہیں گے کہ آپ ہدایت یافتہ ہیں۔ آپ کے اس گمان کے خلاف تو خود قرآن کہہ رہا ہے کہ "اور وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں" دیکھیے سورۃ نمبر 7 اعراف کی آیت نمبر 30 ۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ ہر ایک کو مخاطب کر کے کہہ رہا ہے کہ یہ لوگ قرآن میں غور کرتے ہی نہیں یا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں۔ سورہ نمبر 47 محمد آیت نمبر 24

ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان کر دیا تو کوئی ہے کہ نصیحت حاصل کرے۔ سورہ نمبر 54 القمر آیت نمبر 22

یہ مثالیں ہم اس لئے بیان کرتے ہیں تاکہ لوگ غور و فکر سے کام لیں۔

سورہ نمبر 59 الحشر آیت نمبر 21

• تم لوگ تو بہت کم غور کرتے ہو یہ تو سارے جہاں کے پالنے والے رب کا نازل کیا ہوا قرآن ہے۔ سورہ 69 آیت 43

• ان بندوں کو خوشخبری دے دو جو بات کو کان لگا کر (توجہ سے) سنتے ہیں اور پھر اس میں سے اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کی اللہ نے ہدایت کی اور یہی لوگ عقلمند ہیں۔ سورہ 39 الزمر آیت 18

• ہم نے اس قرآن میں ہر قسم کی مثالیں ادل بدل کر لوگوں کو سمجھانے کے لئے بیان کر دی ہیں۔ سورہ 17 آیت 89

اہل کتاب سے مناظرہ نہ کرو مگر شائستہ طریقے سے ہاں ان میں سے جو ظالم ہیں ان سے نہیں۔ سورہ نمبر 29 العنکبوت آیت نمبر 46

• وہ اس خیال میں رہتے ہیں کہ وہ راہ راست پر ہیں۔ سورہ نمبر 43 الزخرف آیت نمبر 37 ۔ اب لوگوں کا عمل ہی بتائے گا کہ کون قرآن کو مانتا ہے اور کون قرآن کو نہیں مانتا۔ قرآنی آیات عقلی دلائل کے ساتھ بحث و مباحثہ تحقیق و جستجو مناظرہ اور غور و فکر کرنے کو کہتی ہیں تو مولوی صاحبان قرآن کی مخالفت میں تحقیق کرنے دوسروں کی کتب و تاریخ پڑھنے جرح و تنقید اور غور و فکر کرنے کو منع کرتے ہیں۔ جس میں کجی اور کمزوری ہوتی ہے گمراہ ہونے سے وہی ڈرتا ہے۔ جس کی عمارت جھوٹ پر بنی ہوتی ہے تحقیق سے وہی گھبراتا ہے

تحقیق

لوگ کار، بنگلہ، ٹی وی اور شادی سے لے کر بچے کے سکول تک ہر چیز کے بارے میں غور و فکر اور تحقیق کرتے ہیں مگر نہیں کرتے تو عقیدے کے

بارے میں۔ تحقیق کرکے مرنے والا تحقیق نہ کرنے والے سے بہتر پوزیشن
میں ہوگا۔ تحقیق نہ کرنے والے کے لئے قبر سے دن ہی ثابت ہو سکتی ہے
جانے کا راستہ تو ہے مگر واپسی نہیں ہو سکتی، اس وقت بڑی حیرت ہوتی ہے
جب ہوائی جہاز یا عمارت میں بم کی جھوٹی اطلاع پر تو لوگ دوڑ پڑتے ہیں۔ مگر
رسول جیسے صادق کے 72 فرقوں کے جہنمی ہونے کی سچی اطلاع پر لوگ
خاموش بیٹھے ہوئے ہیں۔ کیا لوگ رسول کو سچا نہیں سمجھتے، جبکہ اللہ کے
رسول کو تو مکہ کے مشرکین بھی سچا اور امین مان کے مانتے تھے ایک ناجی اور
بہتر جہنمی فرقے کی حدیث تو سب لوگوں کی کتابوں میں بھی لکھی ہوئی ملتی ہے
خطرہ تو موجود ہے اب آپ کیا کریں گے، اسلام میں بنیادی طور پر سب سے
بڑے دو ہی مکتب فکر ہیں مکتب اہلبیت اور مکتب صحابہ۔ اللہ کے آخری رسولؐ
تک پہنچنے کے صرف یہ ہی دو راستے ہیں؛

ایمان میں مقام صحابہ

سورۃ نمبر 4 نساء آیت نمبر 136 میں **ومن یکفر باللہ وملائکۃ وکتبہ ورسولہ والیوم الاخر** اور ایمان مفصل **آمنت باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر**
میں پانچ باتوں پر ایمان کا حکم ہے، صحابہ پر ایمان لانے کا حکم نہیں ہے، اب
جو لوگ صحابہ کو جزو ایمان سمجھتے ہیں وہ غلطی کر رہے ہیں۔ آپ صحابہ کو
مانیں یا نہ مانیں آپ کے ایمان پر کوئی فرق نہیں پڑتا کیوں کہ اللہ نے صحابہ پر
ایمان لانے کا حکم ہی نہیں دیا، آیت کے مطابق ان پانچ باتوں پر تو ہر فرقہ کا
ایمان ہے پھر 72 فرقے جہنم میں کیوں جا رہے ہیں .... اس کا مطلب
ہے کہ ان پانچ باتوں کے علاوہ یقیناً کوئی بہت ہی اہم حکم ہے جسے 72 فرقہ
نہیں مان رہے، اور وہ محمد وآل محمدؐ کا جزو ایمان ہونا ہے کیوں کہ قرآن نے

انہیں جان رسولؐ اور جزو رسولؐ کہہ کر نماز تک میں ایک ساتھ رکھا ہے۔
جیسے جسم اور جان لازم و ملزوم ہوتے ہیں اسی طرح یہ ہیں آپ انہیں الگ
نہیں کر سکتے۔ کائنات میں اللہ کے بعد ان عالیٰ ہستیوں کو سب سے افضل
اور معصوم نہیں مان رہے، بلکہ دوسروں کو ان کا شریک کر کے اللہ کو
غضبناک کر رہے ہیں۔ 72 فرقوں کی جہنم میں جانے کی اصل وجہ یہی ہے۔
شریعت اسلامی اور دنیاوی عدالتوں میں چشم دید گواہ کی ہی اہمیت ہے
مکتب اہلبیتؑ کے سارے امام رسولؐ کے گھر کے لوگ ہیں، دنیا کا کوئی بھی
باپ اپنی اولاد کو دھوکہ نہیں دیتا، اہلبیتؑ کے ہر امام نے خود اپنے باپ سے
دین لیا اور حضرت علیؑ نے رسول سے علم حاصل کیا ان میں کوئی مرتد او
منافق بھی نہیں، بلکہ سب کے سب معصوم ہیں۔ چودہ معصوم علیہم سلام
کی اطاعت قرآن اور حدیث سے ثابت ہے اللہ تعالیٰ تو قیامت تک ہر ایمان
لانے کو حکم دے رہا ہے کہ **یاآیھا الذین آمنوا اتقوا اللہ و کونوا مع الصادقین** اے ایمان والو تقویٰ اختیار کرو اور سچوں کے
ساتھ ہو جاؤ۔ دیکھیے سورۃ نمبر 9 توبہ کی آیت نمبر 119 اللہ تعالیٰ نہیں
لوگوں سے علم حاصل کرنے کو کہہ رہا ہے کہ اگر تمہیں نہیں معلوم تو اہل
ذکر سے معلوم کرو دیکھیے سورۃ نمبر 21 الانبیاء آیت نمبر 7۔ چونکہ یہ لوگ
وراسخون فی العلم ہیں اور **صراط مستقیم** پر ہیں اس بات کا ثبوت قرآن
علی صراط مستقیم کہہ کر دے رہا ہے اسی لئے ان چودہ میں آپس
میں کہیں اختلاف نہیں ہے، جس طرح انبیاء میں آپس میں اختلاف نہیں تھا،
دوسری طرف مکتب صحابہ کے فقہ کے بانی چاروں امام غیر عرب ایرانی
نسل کے تھے۔ ان چاروں میں کوئی ایک بھی معصوم نہیں، اور غیر معصوم
غلطی بھی کر سکتا ہے، اس کے علاوہ مکتب روایت میں ہر قسم کے صحابی شامل

ہیں۔ جن کا آپس میں کوئی قریبی تعلق بھی نہیں۔ قرآن کے مطابق صحابہ میں مومن، مرتد، اور منافق ہر قسم کے لوگ شامل تھے، اور منافق کسی کو بھی دھوکہ دے سکتا ہے۔ اسی وجہ سے مکتب صحابہ کے چاروں امام میں آپس میں بہت ہی زیادہ اختلافات ہیں اور چاروں کی اطاعت قرآن اور حدیث سے بھی ثابت نہیں اور ان چاروں میں سے کسی کے باپ دادا نے ورنہ انھوں نے رسولؐ کو کوئی عمل کرتے ہوئے کبھی دیکھا ہی نہیں۔

ان چاروں فرقوں کو کسی قسم کی کوئی ترجیح بھی تو نہیں۔ ان فرقوں کی پابندی کا واجب اور لازم ہونا تو اور چیز ہے۔ ان کے بہتر اور قابل ترجیح ہونے پر کسی دلیل کا وجود تک نہیں۔ پوری تحقیق کرنے کے بعد ایک دلیل بھی ایسی نہیں مل سکتی جو ان ائمہ اربعہ کی تقلید اور پیروی کو واجب بتاتی ہو بس لے دے رہی ایک چیز کہ وہ سب جلیل القدر علماء تھے۔ لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ علم ان چاروں کے ساتھ مخصوص تو نہیں کہ کسی کی پیروی واجب ہو کر رہ جائے۔ مسلمانوں میں کوئی ایک شخص بھی ایسا نہ ملے گا جو یہ کہہ سکے کہ یہ چاروں امام اہلسنت علم یا عمل میں امام اہلبیتؑ سے بڑھ کر تھے۔ جب کہ امام اہلبیتؑ کے بارے میں حضورؐ کے واضح ارشادات موجود ہیں کہ یہ سفینۂ نجات ہیں، باب حطہ ہیں، ستارہ ہدایت ہیں، اور ثقل رسولؐ ہیں اور فرمایا کہ ان سے آگے نہ بڑھنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور نہ انہیں پیچھے کر دینا ورنہ تب بھی ہلاک ہو جاؤ گے اور ان کو سکھانا پڑھانا نہیں یہ تم سے زیادہ جانتے ہیں۔ شیعہ، مسلک اہلبیتؑ کی پیروی حضرت علیؑ اور جناب سیدہؑ کے زمانے سے کر رہے ہیں۔ جب نہ اہلسنت کے اصول دین کے بانی اشعری کا وجود تھا اور نہ ہی ائمہ اربعہ میں سے کوئی پیدا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ رسولؐ کے قریب کے زمانے کے مسلمانوں نے نہ اس فقہ اربعہ کا نام ہی سنا تھا اور نہ ہی اس کے

پابند ہوئے، جب دور اول کے تمام مسلمانوں پر ان چاروں فرقوں کے اختیار کرنے کی پابندی نہیں تھی تو بعد کے مسلمان ان چاروں میں سے کسی ایک کے پابند کیوں ہو گئے۔ انسانوں کے بنائے ہوئے چاروں امام ابو حنیفہ 80 ہجری میں پیدا ہوئے۔ امام مالک 90 ہجری میں، امام شافعی 150 ہجری میں اور امام احمد حنبل 164 ہجری میں۔ اگر ان چاروں کی تقلید لازمی ہے تو پھر ان سے پہلے لوگ کس کی پیروی کرتے تھے جب ان چاروں کو نہ مان کر ان سے پہلے کے لوگ گمراہ نہیں تھے تو آج ان چاروں کو نہ مان کر کوئی گمراہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ حنفی، مالکی، حنبلی اور شافعی کے اسلام کا فروع ہے 200 ہجری تک اور اصول بنے 325 ہجری میں یعنی تقریباً 125 سال کے بعد کیا یہ ممکن ہے کہ کسی عمارت کی چھت آپ پہلے ڈال دیں اور بنیاد بعد میں ڈالیں۔

انہیں خامیوں کی وجہ سے ہی مکتب صحابہ میں اجتہاد کا دروازہ چھ و تے بننے ہی بند کر دیا گیا جو آج تک بند ہے جبکہ مکتب اہل بیت میں اجتہاد کبھی بند ہی نہیں ہوا۔ آج اصل اسلام کو نہ سمجھنے ہی کی وجہ سے مسلمانوں کی یہ حالت ہے۔ لوگوں کو معلوم ہی نہیں کہ قرآن نے امام کائنات کو کیا مرتبہ دیا ہے۔ امامت جیسا عظیم کا خاتمی عہدہ جو سارے نبیوں کو بھی نہ مل سکا سے غیر معصوم افراد کو الاٹ کر کے حقیر بنانے کی کوشش کی گئی اور 150 سال تک ڈنڈے کے زور سے حدیث اور تاریخ لکھنے سے روکا گیا تاکہ عالیہم سلام کے اصل مقام اور فضائل سے عوام کو دور رکھا جا سکے۔ اس کے لیے پوری عمارت جھوٹ پر تعمیر کی گئی ہے۔ آپ تحقیق کرتے جائیں آپ کو قدم قدم پر جھوٹ ملتا جائے گا۔ یہ سب کچھ معلوم ہونے کے بعد اب آپ کو اختیار ہے کہ رسولؐ تک پہنچنے کے لئے دو میں سے جس مکتب فکر کو بہتر خیال کرتے

ہیں اسے اپنائیں، حق کی تلاش ہی عقل والوں کا عمل ہونا چاہیے۔

علم و عقل

علم و عقل اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اللہ نے شرطیہ کہا ہے کہ ہدایت صرف عقل والوں کو ملے گی جو بے وقوف ہوں گے، عقل کے دشمن ہوں گے انہیں نصیحت نہیں ملے گی۔ قرآن میں اللہ نے جگہ جگہ **لایعقلون** کہا ہے کہ ان کے پاس عقل نہیں اس لئے یہ ایمان نہیں لائیں گے۔ مولوی کے عقیدے کے خلاف اللہ نے علم و عقل کو بڑی اہمیت دی ہے

سب سے اچھی چیز علم ہے اور سب سے خراب چیز جہالت ہے۔ علم کی منزل کوشش ہے اور جہالت کی منزل جمود ہے تجسس اور غور و فکر علم کی ابتدا ہے بحث و مباحثہ اور مطالعہ علم بڑھانے اور سنوارنے کا سب سے بہترین ذریعہ ہے۔ جیسے جیسے علم بڑھتا جائے گا ویسے ویسے عقل صحیح فیصلہ کرتی جائے گی۔

عقل والوں کا عمل

اگر کوئی شخص رمضان سے دو دن پہلے عشاء کی نماز کے بعد اور فجر کی نماز سے پہلے روزانہ بلاناغہ صرف ایک دن کی ہی قضائے عمری کی نماز ادا کرتا ہے تو پہلی رمضان سے لے کر آخری رمضان تک نماز کسی نہ کسی دن شب قدر ہوگی اور اب کی ایک دن کی نماز کا ثواب ایک ہزار مہینے کے نماز کے برابر ہوگا۔ جو تقریباً 83 سال بنتے ہیں۔ ایسے ہی کوئی شخص محمد وآل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے کے بعد دعا مانگتا ہے کہ یا اللہ تیرے پورے عالمین میں ہر قسم کے طاہر ذرات کی کل مجموعی تعداد جتنی بار یہ درود و سلام تو میری طرف سے محمد وآل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھیج تو آپ کے ایک بار کا درود ہزار سال کی زاہد کے تمام عمر کے درود سے بہت ہی زیادہ ہوگا۔ کیونکہ

ہم یہ معلوم ہو چکا ہے کہ مادہ ایٹم سے بنتا ہے صرف نب کے قلم میں کئی کروڑ ایٹم کے ذرات ہیں۔ اب حساب لگائیں کہ پوری کائنات میں ہر طاہر جسم کے ہر اقسام کے کل ذرات کی تعداد کیا ہوگی اگر ہم سب لوگ علم اور عقل استعمال کرتے ہوئے دعا کریں تو ہمیں کتنا زیادہ ثواب ہوگا آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔ عقل ہی ہمیں اسلام کو سمجھنے میں مدد دیتی ہے اور یہ بتاتی ہے کہ ہم مسلم اور غیر مسلم گھرانے میں بلاوجہ نہیں پیدا ہو رہے؟

مسلم اور غیر مسلم گھرانے میں پیدائش؟

جو لوگ متقی ہوتے ہیں وہ اپنے لئے اور اپنی آنے والی نسلوں کے لئے اللہ سے دعا کرتے ہیں۔ اس کے لئے [illegible] نذر، صدقات، خیرات اور قربانی پیش کرتے ہیں جیسے ہابیل اور قابیل نے نذر پیش کی۔ ہابیل کی قبول ہوئی اور قابیل کی نہیں ہوئی اس سلسلے میں قرآن کہتا ہے [illegible] آدم کے دونوں بیٹوں کا سچا قصہ ان لوگوں کو بیان کر دیں جب دونوں نے اپنی قربانی پیش کی تو ایک کی قربانی قبول ہو گئی دوسرے کی قبول نہ ہوئی جس کی قربانی قبول نہ ہوئی تھی اس نے کہا میں تجھے ضرور قتل کروں گا اس نے کہا اللہ تو متقیوں کا عمل قبول کرتا ہے۔ اگر تو نے میرے قتل کے لئے اپنا ہاتھ بڑھایا تو میں تیرے قتل کے لئے اپنا ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا کیونکہ میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ اپنا اور میرا گناہ تیرے اوپر لاد دوں تاکہ تو جہنمیوں میں سے ہو جائے۔ ظالموں کی یہی سزا ہے۔ اس کے نفس نے اسے اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کیا اور اس نے اسے قتل کر دیا اور وہ خسارہ پانے والوں میں سے ہو گیا۔ سورۃ نمبر 5 المائدہ آیت نمبر 27 سے 30 تک

اس آیت سے ایک اور بات معلوم ہوئی کہ قاتل مقتول کے سارے

گناہ اپنے سر لے لیتا ہے جس سے ہمیشہ قاتل کو نقصان اور مقتول کو فائدہ پہنچتا ہے اسی لئے بستر پر مرنے سے کہیں زیادہ بہتر اللہ کی راہ میں شہادت کی موت ہے۔ اسی وجہ سے اللہ کی راہ میں کام کرنے والے موت سے نہیں ڈرتے وہ ہمیشہ حق بات کہتے رہے ہیں اور لکھتے رہے ہیں قتل کی دھمکی بھی نہیں کسی کو بھی تبلیغ اور جہاد سے نہیں روک سکی۔ اب ہر مومن کو یہ دعا کرتے پائیں گے کہ اے اللہ مجھے جہاد فی سبیل اللہ کرتے ہوئے شہادت کی موت نصیب ہو۔

ہابیل کی اولاد میں سے انبیاء نے اپنے ساتھ ساتھ اپنی آنے والی نسلوں کے لئے بھی دعا کی۔ اسی اصول کے تحت لوگ پیدا ہو رہے ہیں جن کے باپ دادا نے اپنے اور اپنی اولاد کے لئے دعا مانگی وہ مسلمان گھرانے میں پیدا ہو رہے ہیں۔ جن کے باپ دادا نے نہ اپنے لئے کچھ مانگا اور نہ ہی اپنی اولاد کے لئے کچھ مانگا وہ غیر مسلم گھرانے میں پیدا ہو رہے ہیں۔ اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے دعا وہی شخص مانگے گا جو اللہ پر اور اس کے بتائے ہوئے طریقے پر ایمان رکھے گا۔ جس کا ایمان ہی نہ ہو، نہیں ہوگا وہ نہ ہی اپنے لئے کچھ مانگے گا اور نہ ہی اپنی نسل کے لئے۔

دعا

سورۃ نمبر 40 المومن آیت نمبر 60 میں تو اللہ تعالیٰ خود **وقال ربکم ادعونی استجب لکم** کہہ کر ہر انسان کو دعا مانگنے کا حکم دے رہا ہے کہ "تمہارا رب فرماتا ہے تم مجھ سے دعائیں مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔" آیت میں اللہ تعالیٰ یہ نہیں کہہ رہا کہ تم مجھ سے فلاں دعا مانگو اور فلاں نہ مانگو بلکہ جو دل چاہے مانگو اللہ قبول کرے گا۔ اب اگر کوئی شخص قرآن پڑھ کر اللہ سے یہ دعا کرتا ہے کہ اس کا ثواب میرے والدین کو پہنچا

دے تو اس آیت کے تحت یقیناً دعا قبول ہو گی۔ اور اسی لئے ہم ایک بار سورۃ الحمد اور تین بار سورۃ احد پڑھ کر اپنے اپنے مردوں کو ثواب بھیجتے ہیں دعا پہنچتی ہے جب ہی ہم قبرستان میں داخل ہوتے ہوئے **السلام علیکم یا اہل القبور** پڑھتے ہیں۔ اگر نہ پہنچتی ہوتی تو کیوں دعا کرتے ہیں۔

نذر منت دعا اور قربانی وغیرہ پہنچتی ہے جب ہی تو نبیوں نے مانگا اور قرآن نے ان کا ذکر کیا۔ حضرت ابراہیمؑ کے ماں باپ کا انتقال ہو چکا تھا اور ان کی پوری ذریت تو قیامت تک آئے گی جو موجود ہی نہیں ہیں ان کے لئے دعا مانگی جا رہی ہے "**رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ و من ذریتی ربنا وتقبل دعاء ۔ ربنا اغفرلی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب** ۔ دیکھئے سورۃ نمبر 14 ابراہیم آیت 40-41 کا ترجمہ۔ "اے میرے رب مجھے اور میری اولاد کو بھی نماز کا پابند بنائے رکھنا اے میرے رب میری دعا کو قبول فرما لے۔ اے ہمارے پالنے والے جس روز اعمال کا حساب ہو مجھے اور میرے ماں باپ اور مومنین کو بخش دینا۔" جو لوگ حضرت ابو طالب کو کافر ثابت کرنے کے لئے یہ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم کے والد کافر تھے ان کو سوچنا چاہئے کہ اگر حضرت ابراہیم کے ماں باپ مسلمان نہ ہوتے تو یہ اپنے والدین کے لئے دعا نہیں مانگ سکتے تھے۔ کیوں کہ سورۃ نمبر 9 توبہ کی آیت نمبر 113 میں قرآن کا یہ حکم ہے کہ جب نبی پر اور مومنین پر یہ ظاہر ہو چکا کہ مشرکین جہنمی ہیں تو ان کے لئے یہ روا نہیں کہ وہ ان کے لئے مغفرت کی دعا کریں چاہے وہ ان کے کتنے ہی قریبی رشتہ دار ہوں۔ جیسے حضرت ابراہیم نے اپنی اولاد کے لئے دعا مانگی اسی طرح ہر صالح مومنین نے بھی اپنی اولاد کے لئے دعا کی اور اسی دعا ہی کی وجہ سے لوگ مسلمان یا کافر گھرانے میں پیدا ہو رہے ہیں۔

یہ تو ہم سب لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا اور ہمارے آباؤ اجداد کا بہت بڑا احسان ہے کہ ان کی دعاؤں کی وجہ سے ہم مسلمان گھرانے میں پیدا ہو رہے ہیں ۔ اور اسی روحانیت کو ختم کرنے کے لئے یورپ والے کوشش کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ سائنس کی جدید تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ آپس میں خاندان میں شادی نہیں کرنا چاہئے اب یا تو یہ لوگ غلط کہتے ہیں یا پھر معاذ اللہ رسولؐ سے اور آلِ رسولؐ سے غلطی ہوئی جو ان لوگوں نے آپس میں شادیاں کیں جب تک باپ دادا کی دعا اپنی نسل کے لئے ہوتی رہے گی انسانوں میں سے روحانیت ختم نہیں ہو سکتی مسلمان گھرانے میں پیدا ہونے والے افراد کا بھی امتحان ہوتا ہے ۔ اگر وہ بد کرداری ، ظلم ، حسد ، جھوٹ اور تکبر سے بچے رہے تو شیطان کے قابو میں نہیں آئیں گے انہیں ماحول بھی اچھا ملے گا ورنہ غیر مسلم گھرانے میں پیدا ہونے والا تحقیق کرکے حق پہ آسکتا ہے اور مسلمان گھرانے میں پیدا ہونے والا اس گمان میں مبتلا رہتے ہوئے کہ وہی بچ گیا ہے جہنم میں بھی جا سکتا ہے ۔ اسی گمان کو ختم کرنے کے لئے قرآن **افلا تعقلون ، اور اکثرھم لایعقلون** کہہ رہا ہے ۔

معراج

جو چیز علم و عقل کے دائرہ میں آجائے وہ ٹیکنالوجی کہلاتی ہے ۔ اور جو چیز علم و عقل سے باہر ہو جائے وہ معجزہ کہلاتی ہے ۔ جس نبی کے دور میں جو بھی علوم اس وقت اپنے کمال پہ تھے ویسا ہی اس نبی کو معجزہ ملا جیسے حضرت موسیٰ کو جادو کا توڑ ، حضرت یوسفؑ کو خواب کا علم اور حضرت عیسیٰؑ کو مردے زندہ کرنے کا علم ۔ جس دن یہ علوم علم و عقل کے دائرے میں آجائیں گے پھر معجزہ نہیں رہیں گے ۔ آج سے پہلے چاند پر جانا معجزہ ہوتا مگر آج نہیں ہے ۔

معراج آج تک معجزہ ہے چونکہ یہ ابھی تک علم و عقل کے دائرے سے

باہر ہے آج $E = mc^2$ کا دور ہے سائنس دان روشنی سے بہت ہی زیادہ رفتار کی سوچ تو رکھتے ہیں مگر اتنی زیادہ رفتار ثابت کرنے سے عاجز ہیں آج عام لوگوں کو بھی روشنی کی رفتار معلوم ہے مگر اس کے باوجود معراج کی رفتار لوگوں کی عقل سے باہر ہے اسی لئے کوئی جسمانی معراج کہتا ہے اور کوئی روحانی خواب کی معراج ۔ جبکہ سورۃ بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے کہ " پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندہ کو ایک رات میں المسجد الحرام (کعبہ) سے المسجد الاقصیٰ (بیت مقدس) تک لے گیا ۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ معراج ہجرت سے پہلے مکہ سے ہوئی ۔ اس وقت تک ام المؤمنین حضرت عائشہؓ پیدا ہی نہیں ہوئی تھیں مگر پھر بھی لوگوں نے معراج کی روایت ان سے منسوب کر دی ، غلط روایات ہی کی وجہ سے لوگوں نے آخرت میں اللہ کو دیکھنے کا عقیدہ بھی گھڑ لیا ۔

اللہ کا دیدار

اگر میں آپ کو سورج کے اندر کچھ عرصہ رکھوں جہاں آگ کے شعلوں کی اونچائی لاکھوں میل ہے جبکہ آپ کی بینائی بھی ٹھیک ہو اور آنکھیں بھی کھلی ہوں اور پھر میں آپ سے سوال کروں کہ بھائی آپ نے وہاں کیا دیکھا تو آپ یہی کہیں گے کہ کچھ نہیں دیکھا وہاں تو ہر طرف نور ہی نور تھا جسکی نہ تو کوئی ابتدا تھی اور نہ ہی کوئی انتہا تھی ہر طرف یکساں تھا سورج تو چھوٹا سا ہے اللہ تعالیٰ تو آسمانوں اور زمین کا نور ہے ۔ جس کی تصدیق قرآن **اللہ نور السموات والارض** کہہ کر کر رہا ہے

اللہ تعالیٰ خود کہہ رہا ہے کہ **لا تدرکہ الابصار** ۔ کوئی آنکھ نہیں دیکھ سکتی ، دیکھئے سورۃ نمبر 6 الانعام آیت نمبر 103 ۔ اور دوسری جگہ حضرت موسیٰ کے قصہ میں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں **لن ترانی** کہہ کر

ہمیشہ کے لئے دیکھنے کی نفی کر دی ہے ۔ دیکھئے سورۃ نمبر 7 الاعراف آیت نمبر 143 کا ترجمہ :۔ " (موسیٰ) نے کہا اے رب تو مجھے اپنی ایک جھلک دکھا دے کہ میں تجھے دیکھ لوں ۔ اللہ نے فرمایا تم مجھے ہر گز نہیں دیکھ سکتے ۔ اس پہاڑ کی طرف دیکھو اس پر اپنی تجلی ڈالتے ہیں اگر پہاڑ اپنی جگہ پر قائم رہ گیا تو پھر تم مجھے دیکھ سکتے ہو (ورنہ نہیں) پس جب ان کے رب نے پہاڑ پر اپنی تجلی ڈالی تو اسے چکنا چور کر دیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے ۔ جب ہوش میں آئے تو کہنے لگے تیری ذات دکھائی دینے سے پاک ہے میں نے تیری بارگاہ میں توبہ کی اور میں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں ۔ " نگاہ کے دائرہ اختیار میں صرف محدود چیزیں ہی آتی ہیں ۔ جب ہی وہ دکھائی دیتی ہیں ۔ جو ذات لامحدود ہے اسے آپ لمبائی چوڑائی اور اونچائی میں کیوں محدود کر رہے ہیں ؟

ایسے ہی لوگ اللہ تعالیٰ کو **خداوند عالم** کہہ کر محدود کر رہے ہیں وہ تو سارے **عالمین** کا رب ہے ۔ آپ **الله رب العالمین** کو کیوں اپنی طرف سے رکھے ہوئے نام سے پکارتے ہیں ، جبکہ خود آپ کو اگر کوئی شخص آپ کے نام سے ہٹ کر اپنی طرف سے رکھے ہوئے نام سے پکارے تو آپ برا مانتے ہیں ۔ قرآن میں اللہ کے لئے بہت سارے صفاتی نام ہیں آپ **رحمٰن ، رحیم ، کریم** کہیں یا سب سے اچھا نام اسم ذات " **الله** " ہے ۔ آپ اللہ کہیں ۔ آپ اپنی طرف سے کوئی بھی نام اللہ رب العالمین کا نہیں رکھ سکتے ۔ آپ کے اس عمل کے خلاف قرآن سورۃ نمبر 7 الاعراف آیت نمبر 180 میں ایک عالم کا خدا نہیں ! بلکہ سارے عالمین کا رب ۔ وہ **رب العالمین** حکم دے رہا ہے کہ " تمام اچھے نام اللہ ہی کے لئے ہیں ۔ انہیں ناموں سے پکارو اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں کفر کرتے ہیں " آپ آیت پر غور کریں کہ اللہ تعالیٰ حکم دے رہا ہے کہ مجھے انہیں ناموں سے

پکارو جو قرآن نے اور رسولؐ نے بتائے ہیں ۔ اب آپ اپنی طرف سے **الله میاں ، خدا ، الله صاحب یا خداوند عالم** نہیں کہہ سکتے اور جو اب بھی ضد کرے گا ایسے ہٹ دھرموں کے لئے قرآن کا حکم ہے کہ ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں کفر کرتے ہیں ۔ اس آیت کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی بھی شخص اپنی طرف سے کوئی بھی نام نہیں رکھ سکتا اور جو ایسا کرے گا وہ گنہگار ہو گا ۔ جب تک سارے لوگ قرآن کے مطابق اپنا عقیدہ نہیں کریں گے اسلام سے ملاوٹوں کو دور نہیں کریں گے اتحاد المسلمین ہو ہی نہیں سکتا ۔

اتحاد المسلمین کا فارمولا

(1) اگر ہر مسلمان دل سے یہ مان لے کہ کائنات میں سب سے افضل ذات اللہ وحدہ لاشریک کی ہے ۔

(2) اللہ کے بعد کائنات میں سب سے افضل رسول اللہؐ کی شخصیت ہے ۔

(3) قرآن کا ایک ایک لفظ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بغیر اعراب کا ہی آیا ہے ۔ بغیر اعراب کا ہی یہ قرآن قیامت تک کے لئے رہنمائی کرے گا ۔ اس میں کچھ شک نہیں ہے ایک ایک آیت پر رسول اللہؐ نے عمل کر کے دکھایا ہے اس میں پوری کائنات کے ایک ایک ذرے کی تفصیل ہے اور یہ قرآن اختلافات مٹانے کے لئے آیا ہے ۔

(4) اللہ نے فرقے کو نہیں اسلام کو پسند کیا ہے ۔ اسلام بے عیب ہے اللہ نے اس دین کو کامل کر دیا ہے ۔ جس اسلام کو خود اللہ تعالیٰ کامل کر دے وہ کبھی بھی علم و عقل کی کسوٹی پر غلط نہیں ہو سکتا اور جو علم و عقل کی کسوٹی پر غلط ہو جائے وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا اسلام نہیں مولویوں کا اسلام ضرور ہو سکتا ہے ۔

(5) جس بات پہ سب فرقے متفق ہوں اور جو قرآن کے خلاف بھی نہ ہو اس پہ ہر فرقے کو عمل کرنا چاہئے جیسے قرآن میں اتحاد کے لئے یہ آیت ہے کہ "اے اہل کتاب آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو کہ ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے" (مشترک ہے Common ہے) آل عمران آیت نمبر 64 ۔ یہ آیت اس بات کی گارنٹی فراہم کر رہی ہے کہ سارے فرقے خواہ عمل کچھ بھی کیوں نہ کرتے ہوں مگر حق کا اقرار کریں گے اور اپنی اپنی کتابوں میں لکھے ہوئے بھی ہوں گے۔ جیسے ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنے کے منکر بھی ہیں اور اختلاف بھی ہے کہ ہاتھ کہاں باندھے جائیں، مگر ہاتھ کھول کر نماز پڑھنے کا منکر کوئی بھی فرقہ نہیں ہے" اور ہاتھ کھول کر نماز پڑھنا ہی آل عمران کی آیت 64 آتا ہے۔ ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنا اس آیت میں نہیں آتا" ہاتھ کھولنے کی تصدیق اور ہاتھ باندھنے کی حرمت قرآن کی دوسری آیات سے بھی ہوتی ہے۔

ترجمہ :۔ "**کیا تو نے اتنا بھی نہیں دیکھا کہ جتنی مخلوقات آسمان اور زمین کے درمیان ہیں**۔ اور پرندے اپنے بازو کھولے ہوئے اسی کی تسبیح کرتے ہیں۔ سب کے سب اپنی نماز اور تسبیح کا طریقہ خوب جانتے ہیں۔" سورۃ نمبر 24 النور آیت نمبر 41 پھر دوسری جگہ حکم ہے کہ "منافق مرد اور منافق عورتیں ایک دوسرے کے ہم جنس ہیں برائیوں کا حکم دیتے ہیں اور نیکیوں سے منع کرتے ہیں اور اپنے ہاتھ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے روکے رکھتے ہیں سورۃ نمبر 9 توبہ آیت نمبر 67

"یہودی کہتے ہیں کہ اللہ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ جبکہ اصل میں انہیں کے ہاتھ باندھے ہوئے ہیں اور ان کے اس کہنے پر ان پر اللہ کی لعنت ہے اس کے تو ہاتھ کھلے ہوئے ہیں وہ تو جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے۔" سورۃ نمبر 5 مائدہ آیت نمبر 64 ۔ اللہ کے حکم کے خلاف جیسے لوگوں نے

نماز میں ہاتھ بندھوا دئے ایسے ہی اللہ اور رسولؐ کے حکم کے خلاف تراویح کا بھی حکم دیا تھا۔

تراویح

اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزہ فرض کیا ہے اس کے علاوہ بھی لوگ شعبان کے روزے رکھتے ہیں۔ روزہ رکھنا بڑی اچھی بات ہے روزہ جتنا زیادہ رکھیں اتنا ہی زیادہ ثواب ہے اب اگر مسلمانوں کا کوئی حکمران آپ کو یہ حکم دے کہ عید کے دن روزہ رکھو تو جو بھی شخص اس حکم پر عمل کرے گا وہ گنہگار ہوگا کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی مخالفت میں عید کے دن روزہ رکھا۔ اسی طرح رمضان میں نماز تراویح ہے جس کا حکم رسولؐ کے انتقال کے تقریباً آٹھ سال بعد اس وقت کے حکمران نے دیا۔ جہاں انہوں نے خلاف قرآن و رسولؐ تین طلاق ایک ساتھ کردی۔ خمس بند کردیا۔ نماز میں ہاتھ بندھوا دئے، رونے سے منع کیا، اور متعہ نساء اور متعہ حج یہ کہہ کر بند کیا کہ یہ رسولؐ کے زمانے میں حلال تھے میں آج سے حرام قرار دے رہا ہوں اور جو اس پر عمل کرے گا اسے کوڑے لگاؤں گا ان ہی صاحب نے ایک اور بدعت جاری کی اور خود ہی اقرار بھی کیا کہ تراویح بدعت حسنہ ہے۔ جسے لوگ جاری رکھ کر اللہ اور رسولؐ کی مخالفت کر رہے ہیں۔

اللہ کے رسولؐ نے اس زمین پر 23 سال تبلیغ کی 23 بار رمضان کا مہینہ آیا ہوگا آخری رمضان میں بھی رسولؐ نے تراویح کبھی نہیں پڑھائی۔ رسولؐ نے تو تراویح پڑھنے کا کہیں ایک بار بھی کسی کو حکم نہیں دیا۔ تراویح کے بارے میں جو 3 یا 4 روایات ہیں اس میں بھی صرف یہی ہے کہ اللہ کے رسولؐ اپنی نفل نماز سب سے الگ ہو کر پڑھ رہے تھے۔ رسولؐ کی نماز پہلے سے جاری تھی کہ کچھ لوگ رسولؐ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے" یہ

روایت صحابی کو بچانے کے لئے بعد میں گھڑی گئی ہے۔ اس روایت سے کہاں ثابت ہوتا ہے کہ رسولؐ نے اعلان کیا ہو کہ اے لوگو آؤ اور تراویح پڑھو؟

جیسے قرآن میں تضاد نہیں ہے اسی طرح رسولؐ کی کوئی بھی دو بیگ حدیثوں میں بھی آپس میں ٹکراؤ نہیں ہے اب کسی بھی فرقے کی کوئی بھی روایت اور دئے گئے فارمولے میں عیب نکالے یا اس کے خلاف عمل کرنے کو کہے غلط ہے، جھوٹی ہے کیونکہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا بتایا ہوا راستہ ایک ہی ہے صراط مستقیم ایک ہی ہے جس تک علم عقل کوشش اور قرآن پر غور فکر ہی پہنچائے گا۔ جس کے بارے میں قرآنی آیات موجود ہیں۔

قرآن کا یہ کتنا بڑا معجزہ ہے کہ کچھ عقیدہ قرآن کے کسی بھی آیت سے نہیں ٹکراتا بلکہ ہر آیت حق کی تصدیق کرتی ہے۔ میں انسانوں کو دعوت فکر دیتا ہوں کہ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد گھر میں موجود قرآن کے عربی متن کے ساتھ ساتھ اپنے ہی مکتب فکر کے دوسرے ترجمہ کو بھی دیکھ لیں۔ اب ہر شخص کا دینی فریضہ ہے کہ قرآن سے اس کتاب کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کرے تاکہ انجانے میں اگر میں نے کوئی غلطی کی ہے تو میں اپنی اصلاح کر سکوں۔ اگر ہر شخص اپنی اصلاح خود کرتے ہوئے قرآن کے مطابق اپنا عقیدہ کرلے تو پھر انشاء اللہ اتحاد المسلمین کو شیطان لعین بھی نہیں روک سکتا۔

قرآن کی مخالفت کیوں .... یہ کتاب عقل والوں کو جہنم سے بچانے کے لئے ایک کوشش ہے اس لئے اسے محدود نہیں ہونا چاہئے۔ میری طرف سے اجازت ہے کہ ہر شخص، ہر زبان اور ہر ملک میں، بغیر کسی تبدیلی کے اس کتاب کو چھاپ سکتا ہے۔ مجھے اس دنیا میں اس کی کوئی رائلٹی بھی نہیں چاہئے صرف اتنی گزارش ہے کہ قیمت جتنی کم ہوگی اتنا ہی لوگ پڑھیں گے۔